عراق کی تباہی
کے بعد
ایران اور پاکستان
کا بھی نمبر ہوگا

جنرل اسلم بیگ
کا فکر انگیز تجزیہ

یہودی ریاست کی توسیع کا منصوبہ امریکہ نے تصدیق کردی

صدر صدام کے خُفیہ ہتھیار سے امریکی اتحادی لرزہ براندام ہیں

ایڈیٹر انچیف: محمد احمد صدیقی
مدیر اعلیٰ: ابو جنید

- اداریہ۔ یہودی ریاست کی توسیع کا منصوبہ ۵
- معرکۂ خلیج کی اندرونی تفصیلات (محمد احمد صدیقی) ۷
- صدر صدام کے خفیہ ہتھیار سے اتحادی لرزہ براندام ہیں ۱۲
- صدام حسین فاتح عالم ثابت ہوں گے ۱۳
- بعید نہیں کہ روس، شام اور ایران عراق کے ساتھ کھڑے نظر آئیں (ڈاکٹر اسرار احمد) ۱۶
- عالمی دہشت گرد (خلیل اشرف قادری رضوی) ۲۰
- خلیج کی جنگ۔ یہودی سازش ۲۶
- امریکہ کی صدام کو قتل کرنے کی کوشش ناکام ۲۸
- یہ عراق کی نہیں عالم اسلام کی جنگ ہے (شاہد صدیقی) ۲۹

اور دیگر دلچسپ اور معلوماتی مضامین

مدیر: راؤ توفیق احمد

مدیر منتظم: محمد عثمان خان نوری

مجلسِ ادارت

ڈاکٹر طلحہ صدیقی
ڈاکٹر جاوید اختر

ٹائٹل ڈیزائن: مسرور خان

انتظامیہ

جنرل منیجر: اشتیاق احمد نورانی
سرکولیشن: محمد نعیم
اشتہارات: محمد عقیل پاشا
فوٹو گرافر: محمد احمد

اندرونِ ملک نمائندے

اسلام آباد: اکرام قریشی
لاہور: ایوب ندیم
ملتان: اقبال فارانی
حیدرآباد: محمد حسین قریشی
کوئٹہ: مولانا حبیب احمد
پشاور: ع، ع خٹک

بیرونِ ملک نمائندے

برطانیہ: محمد منور — سعودی عرب: گلزار احمد
امریکہ: محمد جنید صدیقی
متحدہ عرب امارات: محمد رفیق

دفتر رابطہ

۶۱۲ یونی شاپنگ سینٹر
ریجنسی مال عبداللہ ہارون روڈ صدر کراچی
فون: ۵۱۲۷۷۵

زرِ تعاون سالانہ

پاکستان	۳۰۰	روپے
سعودی عرب	۲۰۰	ریال
متحدہ عرب امارات	۲۰۰	درہم
بھارت و بنگلہ دیش	۴۵	امریکی ڈالر
افریقہ و ایشیاء	۵۰	امریکی ڈالر
یورپ	۵۵	امریکی ڈالر
امریکہ و آسٹریلیا	۶۰	امریکی ڈالر

زرِ تعاون پاکستانی کرنسی میں کسی ایسے بینک کی معرفت ارسال فرمائیں جس کی کراچی میں شاخ ہو۔

پبلشر محمد احمد صدیقی نے النور پبلیکیشنز کے تحت یورپ پرنٹنگ پریس اخبار منزل ایلنڈر روڈ کراچی سے چھپوا کر ۶۱۲ یونی شاپنگ سینٹر ریجنسی مال شاہراہ عراق صدر کراچی سے شائع کیا۔

روشنی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس عورت کی طرح نہ ہو جس نے اپنا سوت مضبوطی کے بعد ریزہ ریزہ کرکے توڑ دیا۔ اپنی قسمیں آپس میں ایک بے اصل بہانہ بناتے ہو کہ کہیں ایک گروہ دوسرے گروہ سے زیادہ نہ ہو۔ اللہ تو اس سے تمہیں آزماتا ہے اور ضرور تم پر صاف ظاہر کردے گا قیامت کے دن جس بات میں جھگڑتے تھے اور اللہ چاہتا تو تم کو ایک ہی امت کرتا لیکن اللہ گمراہ کرتا ہے جسے چاہے اور راہ دیتا ہے جسے چاہے اور ضرور تم سے تمہارے کام پوچھے جائیں گے اور اپنی قسمیں آپس میں بے اصل بہانہ نہ بنالو کہ کہیں کوئی پاؤں جمنے کے بعد لغزش نہ کرے اور تمہیں برائی چکھنی ہو بدلہ اس کا کہ اللہ کی راہ سے روکتے تھے اور تمہیں بڑا عذاب ہو۔

سورۃ النحل۔ آیت ۹۱ تا ۹۴

نسائیؒ نے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ایک مومن کے دوسرے مومن پر چھ حق ہیں۔

۱۔ جب وہ بیمار ہو تو عیادت کرے۔
۲۔ جب وہ مرجائے تو اس کے جنازے میں حاضر ہو۔
۳۔ جب وہ بلائے تو اس کی اجابت کرے۔ یعنی حاضر ہو۔
۴۔ جب اس سے ملے تو سلام کرے۔
۵۔ جب چھینکے تو جواب دے۔
۶۔ اور حاضر و غائب اس کی خیرخواہی کرے۔

(بہار شریعت)

اداریہ

یہودی ریاست کی توسیع پسندی کا منصوبہ

امریکہ نے تصدیق کردی

امریکہ کے محکمہ خارجہ نے اس بات کی تصدیق کر دی ہے کہ وہ مشرق وسطی کے آئندہ نقشے کے بارے میں ایک بلیو پرنٹ تیار کر رہے ہیں جس پر جنگ کے اختتام پر عملدر آمد ہو گا۔ امریکی وزارت خارجہ کے ترجمان مارگریٹ ٹو ائیلر نے تسلیم کیا ہے کہ خلیج کی جنگ کے بعد مشرق وسطی کی کیا صورت بنتی ہے اس بارے میں وزارت خارجہ میں ایک ریسرچ کا کام ہو رہا ہے۔

دریں اثنا واشنگٹن پوسٹ میں اس منصوبے کے حوالے سے بتایا گیا کہ عراق کو مکمل شکست دینے کے بعد اس کو چار مختلف ملکوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ ان ممکنہ ممالک میں ترکی، شام، اردن، اور ایران شامل ہیں۔

"احوال" اپنے پچھلے شمارہ کے ایک آرٹیکل "امن مشن یا امریکن مشن" میں تقسیم عراق کے اس مبینہ ظالمانہ منصوبے کی جانب اشارہ دے چکا ہے۔ اور یہ بتا چکا ہے کہ ایران اس منصوبے کا سخت مخالف ہے اس نے اپنا ایک نمائندہ ترکی بھیج کر حکومت ترکی پر واضح کر دیا کہ ایران، عراق کی علاقائی سالمیت کو برقرار دیکھنا چاہتا ہے۔ اور وہ عراق کی کسی جغرافیائی تبدیلی کو ہرگز برداشت نہیں کرے گا۔

۱۹۳۰ء کی دہائی میں ہی مغربی سامراجی طاقتوں کو یہ اندازہ ہو گیا تھا کہ سرزمین عرب کی گہرائیوں میں تیل کا خزانہ پوشیدہ ہے۔ وہ اس علاقے پر اپنی اجارہ داری قائم رکھنے کے لئے عرب حکومتوں کو کمزور اور اپنا دست نگر دیکھنا چاہتی تھیں۔ عرب کو چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں وہ پہلے ہی تقسیم کر چکے تھے پھر بھی اس خوف سے کہ کہیں ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں بھی کوئی ریاست تیل کی دولت کے بل پر ایک بڑی طاقت نہ بن جائے انھوں نے سازش کرکے ۱۹۴۷ء میں ان کے درمیان ایک "اسرائیلی ریاست" کا وجود قائم کر دیا۔

اسرائیل کا قیام، مغربی طاقتوں کا ایک بہیمانہ اقدام تھا جو امریکہ، سوویت یونین، برطانیہ اور فرانس کی مشترکہ سازش کے نتیجہ میں عمل میں آیا تھا۔ اسرائیل کے اعلان قیام کے چوبیس گھنٹے بعد ہی سوویت یونین نے اسے تسلیم کر لیا۔ اور اس کے بعد بتدریج، برطانیہ، فرانس، امریکہ اور ان کے حواری اسرائیل کو تسلیم کرتے چلے گئے۔ غریب اور نہتے فلسطینیوں کو ان کے آبائی گھروں سے نکال کر کیمپوں میں زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا گیا۔ چاروں بڑی طاقتوں نے اسرائیل کو مسلح کرنے اور اقتصادی طور پر مضبوط کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اسلحہ اور پیسے کے بل بوتے پر اسرائیلیوں نے فلسطینیوں پر وہ مظالم

توڑے کہ جن کے ذکر سے ہی روح کانپ جاتی ہے۔ ایک سال میں ہی اسرائیل اتنا طاقتور ہو چکا تھا کہ اس نے ۱۹۴۸ء میں مصر، شام، اور اردن کی مشترکہ فوج کو شکست دے دی۔

۱۹۵۰ء کی دہائی میں روس اور امریکہ کے مابین سرد جنگ کا آغاز ہو گیا۔ یہ دونوں سپر طاقتیں مشرق وسطیٰ میں اپنا اثر و رسوخ بڑھانے کی تگ و دو میں لگ گئیں۔ برطانیہ کے پیچھے ہٹنے سے مشرق وسطیٰ میں جو خلا پیدا ہوا تھا۔ امریکہ اسے پر کرنا چاہتا تھا۔ یہی وجہ ہے کہ اس نے ۱۹۵۶ء کے سوئیز بحران پر برطانیہ اور فرانس کا ساتھ نہیں دیا جبکہ روس نے کھل کر مصر کی حمایت کی۔ جس کے نتیجہ میں مشرق وسطیٰ میں روس کا اثر بڑھنے لگا۔ مصر اور شام سوویت یونین کے حلقہ اثر میں چلے گئے۔ اور امریکہ نے ایران، سعودی عرب، اردن اور خلیج کی ریاستوں میں اپنی تیل کمپنیوں کے ذریعے اپنے قدم جمالئے۔

۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں پھر عربوں کو شکست ہوئی اس موقع پر روس نے اسرائیل کی مذمت کرتے ہوئے اس سے سفارتی تعلقات منقطع کر لیئے۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اس نے روسی یہودیوں کو ترک وطن کرکے اسرائیل منتقل ہونے سے منع نہیں کیا۔ یہ سلسلہ اب تک جاری ہے اور لاکھوں یہودی سوویت یونین سے اسرائیل پہنچ چکے ہیں۔ اسرائیل کو سب سے زیادہ افرادی قوت مہیا کرنے والا ملک روس ہی ہے۔ جبکہ اسے اسلحہ سے لاد دینے والا ملک امریکہ ہے اور روپے پیسوں کی تو یہودیوں کو کبھی کمی نہیں رہی۔ دنیا بھر کے مالدار یہودی برابر اسرائیل پیسہ بھیجتے رہتے ہیں۔

۱۹۶۷ء کی جنگ میں اسرائیل بہت سے عرب علاقوں پر قبضہ کرچکا ہے اس لئے روسی یہودیوں کو بسانے کے لئے اس کے پاس بہت جگہ ہے۔

۱۹۷۳ء کی مصر و اسرائیل جنگ میں پہلی مرتبہ اسرائیل کو ہزیمت اٹھانا پڑی جب مصری فوجوں نے اس کی بظاہر ناقابل شکست بارلے دفاعی لائن کو توڑ دیا۔ لیکن روسیوں کے دل میں اسرائیل کا درد دیکھئے کہ اس نے فوراً مصر کی تمام فوجی امداد بند کر دی۔ روس کے لئے اسرائیل کے خلاف مصر کی کامیابی ناقابل برداشت تھی۔ اسرائیل کا پہلا وزیر اعظم بن گوریان گو کہ پولینڈ کا رہنے والا تھا مگر اس نے اپنی زندگی کا بہت عرصہ روس میں گزارا تھا اسرائیلی وزیر اعظم گولڈا میئر کا تعلق روسی علاقہ یوکرائن سے تھا۔ وزیر اعظم بیگن ریاست لٹویا کا رہنے والا تھا۔ جس نے اسرائیلی ریاست کے قیام میں اہم کردار ادا کیا تھا۔ یہ ایک دہشت گرد تھا۔ جس نے اپنی دہشت گردی سے لاتعداد فلسطینیوں کی بستیوں کو اجاڑا تاکہ وہاں پر یہودیوں کو آباد کیا جاسکے۔

۱۹۶۷ء میں عربوں کے کافی علاقے ہتھیانے کے باوجود بھی اسرائیل کو صبر نہیں آیا وہ اب مزید عرب علاقے ہتھیا کر اپنی سلطنت کو وسعت دینا چاہتا ہے۔ افرادی قوت روس سے اس کے پاس پہنچ چکی ہے۔ اسلحہ اور پیسہ امریکہ سے مل چکا ہے۔ روس اور امریکہ میں سرد جنگ کے خاتمہ کے بعد اسرائیل کے لئے حالات زیادہ سازگار ہو گئے ہیں وہ دریائے اردن کے مغربی کنارے اور گولان کی پہاڑیوں میں بڑی تیزی سے نئی بستیاں آباد کر رہا ہے۔ اور روس سے آنے والے یہودیوں کو یہاں آباد کر رہا ہے۔ اب اسرائیل کو مزید رقبہ کی ضرورت ہے۔ اس لئے وہ عظیم تر اسرائیل (GREATER ISRAIL) کے پلان پر عمل کرنے کے لئے منصوبہ بندی کر رہا ہے۔

عظیم تر اسرائیل کے نقشہ میں (جو اسرائیلی پارلیمنٹ ہاؤس کے صدر دروازے پر آویزاں ہے) دجلہ و فرات کی وادی کے ساتھ ساتھ مدینہ منورہ کا شہر بھی شامل ہے۔ اسرائیل یہ نام نہاد دعویٰ کرتا ہے کہ مدینہ ہمارا شہر ہے جہاں سے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے ہمیں نکالا تھا۔

دریں اثنا اسرائیلی وزیر اعظم شمیر نے خلیج کی حالیہ جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ اس جنگ کے نتیجہ میں اس علاقے کے جغرافیہ میں بڑی تبدیلی کی جائے گی۔ اور عرب ممالک کی سرحدوں کا نئے سرے سے تعین کیا جائے گا۔ جب ایک نامہ نگار نے کہا کہ خلیج میں تباہی کی ذمہ داری اسرائیل پر آتی ہے کہ اس نے توسیع پسندانہ اقدامات کرکے اور فلسطینیوں کو ان کے گھروں سے بے دخل کرکے علاقہ میں نفرت کے بیج بوئے ہیں اور اگر اب بھی وہ عربوں کے مقبوضہ علاقے خالی کر دے تو کشیدگی میں بہت کمی آجائے گی تو اسرائیلی وزیر اعظم نے کہا کہ اس طرح تو اسرائیل کی چوڑائی میں کمی آجائے گی اور پھر وہ اپنا دفاع نہیں کرسکے گا۔ دراصل یہودیوں نے جس علاقے پر قبضہ کرکے ایک آزاد ریاست کی بنیاد رکھی وہ ایک آزاد عرب ریاست کا حصہ تھا۔ دھاندلی سے بنائے گئے اس ملک کے خلاف یہودیوں کو ہر وقت عربوں کے شدید ردعمل کا خوف رہتا ہے۔ انتفاضہ تحریک نے اسے مزید خوفزدہ کر دیا ہے۔ یہ تحریک کسی بیرونی مدد کے بغیر اسرائیلی سرحدوں کے اندر سے اٹھی ہے۔ لہٰذا وہ اپنا دفاع اس امر میں مضمر سمجھتا ہے کہ مسلسل عربوں کے علاقے چھینتا رہے۔ ان مذموم عزائم میں اسے امریکہ کی پوری پوری تائید حاصل ہے۔ جو اس کا سب سے بڑا حامی اور سرپرست ہے۔ اب امریکہ عظیم تر اسرائیل کے نقشہ کو آخری شکل دینے کے لئے اپنی وزارت خارجہ کی زیر نگرانی اس کے بلیو پرنٹ تیار کرا رہا ہے تاکہ ان بلیو پرنٹ (نقشوں) کو امریکی اتحادی فوجوں کے جرنلوں میں تقسیم کرکے ان پر واضح کیا جائے کہ انہیں کہاں کہاں تک اور کون کون سے علاقوں پر قبضہ کرکے انہیں عظیم تر اسرائیلی سلطنت میں شامل کرنا ہے۔ ہم پہلے ہی ذکر کرچکے ہیں کہ اس ناپاک نقشہ میں مدینہ منورہ کا مقدس شہر بھی شامل ہے۔

اسرائیل اور امریکہ کے ان ناپاک عزائم کی راہ میں صدر صدام حسین ایک چٹان کی مانند کھڑے ہیں۔ اب یہ امت مسلمہ کا اور اسلامی ممالک کے سربراہوں کا فرض عین ہے کہ وہ صدر صدام حسین کے ہاتھ مضبوط کریں ان کی دام درمے اور سخنے مدد کریں اگر خدانخواستہ اسلام کا یہ عظیم ستون سرنگوں ہو گیا جسے گرانے کے لئے امریکہ اور اسکے اتحادیوں کا لاؤ لشکر خلیج میں جمع ہوا ہے تو امریکہ اور اس کے پروردہ اسرائیل کو عظیم تر اسرائیل کے ناپاک منصوبے کی تکمیل سے کوئی نہیں روک سکے گا۔ مسلم امہ کے لئے اس وقت ایک نازک ترین لمحہ فکریہ ہے وہ اپنی تاریخ کے سب سے بڑے بحران سے گزری رہی ہے اگر اس وقت ہوش و خرد سے کام نہ لیا تو تباہی اس کا مقدر بنے گی اور اس کی داستاں تک بھی نہ ہوگی داستانوں میں۔

اس نازک مرحلہ پر ضرورت اس بات کی ہے کہ ہر قسم کے اختلافات کو بھلا کر امت مسلمہ اسلام کی بقا کی جنگ لڑنے والے عظیم مجاہد صدام حسین کے پیچھے ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار بن کر کھڑی ہو جائے اور اپنے دل و دماغ کو جوش ایمانی اور جذبہ جہاد سے پر کرلے ؎

ترے ضمیر پر جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحب کشاف

محمد احمد صدیقی

عراقی قیادت نے امریکہ کو حیران کر دیا

امریکی فوجیوں پر سکتہ
میدان جنگ سے کس طرح بھاگے؟

حملہ کا مقصد اور خفجی کی اندرونی تفصیلات

صدر صدام کو نقصان پہنچانے کے لئے امریکیوں۔ یہودیوں اور عیسائیوں کی ساری کوششیں ناکام ہو چکی ہیں۔ جنگ کی تباہ کاریاں اپنی جگہ۔ بغداد میں جس بربریت کا مظاہرہ کیا گیا تاریخ انسانی اس پر برسوں ماتم کرے گی۔ امریکہ کی تمام حکمت عملی ناکام ہو چکی۔ صدام تو اتحادیوں کو نہ مل سکا البتہ شہری آبادیاں ان کی جارحیت کا نشانہ بنیں برطانوی ہوا باز سب سے زیادہ ناکارہ نکلے۔ عراقیوں کے تابڑ توڑ میزائیلوں کے حملوں نے نہ جانے اتحادیوں کے کتنے جہازوں کو زمین بوس کر دیا۔ تو پھر انہوں نے یہودی ہوا بازوں کی خدمات حاصل کیں۔ یہودی ہوا بازوں کے بعد ہی عراق کے شہر اور شہری آبادیوں پر بمباری کا سلسلہ شروع ہوا۔ شہری آبادیوں پر بمباری کا مقصد مسلمانوں کے جانی و مالی نقصانات کے علاوہ صدر صدام کی تلاش تھی۔ پنٹاگون کے مبصروں نے بھی صدر صدام کو نقصان پہنچانے کا اعتراف کیا ہے۔ دنیا کی آنکھوں میں دھول ڈالنے کے لئے انہوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ وہ عراقیوں کے دشمن نہیں ہیں۔ ان کی جنگ عراقیوں سے نہیں ہے بلکہ وہ تو صدر صدام کے دشمن ہیں۔ ان کی جنگ صدر صدام سے ہے۔ شکست خوردہ جنرلوں کا یہ بھی خیال ہے کہ یا تو صدر صدام کا تختہ الٹ دیا جائے یا صدر صدام کو (نعوذ باللہ) ختم کر دیا جائے تو جنگ جلد ختم ہو جائے گی۔

یہودی اور عیسائی ہوا باز لاکھوں ٹن بارود لے کر صدر صدام کی تلاش میں نکلے تھے۔ ۲۷ جنوری کو ریڈیو ماسکو نے اطلاع دی کہ صدر صدام کے بارے میں ریڈیو بغداد نے کچھ اطلاع نہیں دی کہ وہ کہاں ہیں البتہ اس نے یہ خبر ضرور دی ہے کہ انقلابی کمان کونسل اور حکمران پارٹی کے علاقائی لیڈروں سے بات چیت کی۔ اتحادی صدر صدام حسین کو ڈھونڈ رہے تھے اور صدر صدام سعودیہ کے شہر خفجی پر حملہ کرنے کی منصوبہ بندی کر رہے تھے صدر صدام نے سعودیہ کے شہر خفجی پر حملہ کیوں کیا اس کا مقصد کیا تھا۔ حملہ کرنے کا مقصد شہر خفجی پر قبضہ کرنا تھا یا کچھ دوسرے مقاصد تھے۔

عراقی خفیہ ایجنسیوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ کویت کے بارڈر پر اور عراق کی سرحدوں کے قریب اتحادی افواج نے اہم تنصیبات نصب کر رکھی ہیں۔ اس سے قبل صدر صدام کی افواج سعودی علاقہ میں پندرہ سے لیکر بیس کلو میٹر تک آئیں اور بمباری کرنے کے بعد ان

تنصیبات کو ختم کر کے واپس چل جاتیں۔ لیکن جب ان کو پتہ چلا کہ خفجی میں بہت ہی اہم تنصیبات نصب ہیں اور یہ حصہ عراق کے لئے خطرہ بن سکتا ہے تو صدر صدام نے اس علاقہ سے اہم تنصیبات اٹھائے جانے کے لئے خود کمان سنبھال لی۔ جس وقت عراقی فوجیں خفجی کی طرف بڑھ رہی تھیں صدر صدام نے ان کی کمان سنبھال رکھی تھی۔ یوں جدید ٹیکنالوجی سے لیس۔ سٹیلائٹ کے ذریعہ دنیا کی تمام نقل و حرکت کی منٹ منٹ کی اطلاع دینے والے سراغ رسانی کے

تمام آلات نیل ہو گئے اور عراقی فوجوں کی نقل و حرکت ان کی نگاہوں سے اوجھل رہی تا آنکہ عراقیوں کا قبضہ سعودیہ عربیہ کے اہم فوجی ٹھکانے خفجی شہر پر نہ ہو گیا۔ صدر صدام حسین خفجی شہر سے ۳۰ کلو میٹر دور عراقی فوج کی پوری کمان سنبھالے ہوئے تھے۔ خفجی شہر پر اچانک حملہ کا پروگرام اس لئے بنایا گیا تھا کہ یہاں پر امریکی فوجوں نے جدید اور اہم آلات نصب کئے تھے۔ عراقی فوجیوں کی حکمت عملی یہ تھی کہ وہ ان آلات کو حاصل کرے عراق کی عقابی فوجیں خفجی شہر پر حملہ آور ہوئیں۔ تو اتحادی فوجوں نے بھاگنا شروع کر دیا۔ صدر صدام کی اس کارروائی پر اتحادی بوکھلا گئے۔ اپنی ناکامی کا اعتراف کرتے ہوئے امریکہ، برطانیہ اور ان کے اتحادی ممالک نے ۳۰ جنوری کو اپنی شکست کا اعتراف کرتے ہوئے بتایا کہ انہیں توقع نہ تھی کہ عراق "خفجی" پر قبضہ کرلے گا۔ عراق کے اس اچانک حملہ نے انہیں حیرت میں ڈالدیا۔ اتحادیوں کے مطابق سرحدی شہروں کی حفاظت کے لئے قطر، سعودی اور کویتی فوجی متعین تھے۔ لیکن یہ ان کی حیلہ سازی اور شکست کا جھوٹا جواز ہے۔ وہاں امریکی افواج بھی تعینات تھی۔ عراق کی افواج نے بہادری اور بے جگری سے حملہ کیا تو اتحادی فوجوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور وہ میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ ایک اندازے کے مطابق اس معرکہ میں امریکیوں اور اتحادیوں کے بہت سے فوجی مارے گئے۔ عراق کی خبر رساں ایجنسیوں نے اطلاع دی ہے کہ اس معرکہ میں کم از کم تین ہزار اتحادی فوجی مارے گئے ہیں اور بہت سوں کو قیدی بنا لیا گیا ہے۔ اس بات کی تصدیق امریکی صدر کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ امریکی فوجیوں کے مرنے کا انہیں بہت غم ہے۔

صدر صدام حسین خفجی شہر سے قریب ہی محاذ جنگ کی پوری طرح کمان کر رہے تھے۔ ان کا مقصد خفجی شہر پر قبضہ کرنا نہیں تھا۔ بلکہ وہاں کے اہم آلات اور تنصیبات کو لے کر جانا تھا

عراقی افواج نے جب ان اہم تنصیبات کو اپنے قبضہ میں کر لیا اور لے کر چلے گئے تو انہوں نے خفجی شہر کو خالی کرنا شروع کر دیا البتہ شہر میں بارودی سرنگیں بچھا دیں اور اپنے کچھ جوان وہاں چھوڑ دیئے باوثوق اطلاعات کے مطابق ابھی تک خفجی شہر پر اتحادیوں کا پوری طرح قبضہ نہیں ہوا ہے۔ اتحادیوں کی بکتر بند گاڑیاں اور کافی تعداد میں ٹینک اس زمینی جنگ میں کام آئے۔ صدام حسین کا جہاں ایک طرف یہ مقصد تھا کہ وہاں کی اہم تنصیبات کو اکھاڑ کر لے جائیں تو بصرین کا خیال ہے کہ وہاں ان کا دوسرا مقصد ایک چھوٹی سی زمینی جنگ کر کے اتحادیوں کی قوت کو آزمانا تھا اور پھر اس کے بعد بھرپور زمینی جنگ کا آغاز کیا جائے۔

خفجی میں کامیابی حاصل کرنے کے بعد صدر صدام حسین نے اتحادیوں پر تابڑتوڑ حملے کرنے کے لئے منصوبے تیار کئے اور سعودی سرحد کے اندر گھس کر کئی اہم تنصیبات تباہ کر دیں۔ عراقی اطلاعات کے مطابق عراق کے فوجی جوانوں نے اب تک سعودیہ کی سرحد پر کامیابی کے ساتھ ۱۹ بار حملہ آور ہو چکے ہیں اور ہر مرتبہ ان کو کامیابی نصیب ہوئی ہے۔ اس کامیابی پر اتحادی پریشان اور مایوس نظر آتے ہیں پنٹاگون کے فوجی ترجمان بھی صحیح صورتحال کو بتانے سے احتراز کرتے ہیں اور امریکی و دیگر اخبار نویس ان کی اس تضاد بیانی سے سخت مایوس ہو چکے ہیں۔ عیسائیوں اور یہودیوں کو اس بات پر زعم تھا کہ وہ فضائی برتری حاصل کرنے کے بعد ایک طوفانی جنگ عراق پر مسلط کر دیں گے۔ لیکن ان کے دعووں کے باوجود کہ ان کو فضائی برتری حاصل ہے زمینی جنگ کے آغاز کرنے کی ہمت نہیں ہوئی۔ اس ناکامی اور رسوائی کا بدلہ اتحادی فوجوں نے عراق کے نہتے شہریوں پر بم برسا کر لینا شروع کیا ہے۔ پچھلے ہفتہ یہودی پائلٹ اس بات پر بہت خوش نظر آتے تھے کہ انہوں نے مسلم آبادی پر کامیاب بمباری کی ہے۔ ان کو اس بات کی بھی خوشی ہے کہ عراق میں اصحاب رسول اور آل رسول کی آرام گاہوں کو نقصان پہنچایا ہے۔ اتحادی فوجی خاص کر یہودی چن چن کر شہری آبادیوں پر بم برسا رہے ہیں سامرہ، نجف اشرف کربلائے معلی اور بغداد میں متبرکات مقدسہ پر بموں کی جھڑی برس رہی ہے لیکن اس سے نہ صدام کے حوصلے پست ہوئے اور نہ ہی عراقی باشندوں کے۔۔۔ صدام حسین نے اتحادیوں کو متنبہ کرتے ہوئے کہا ہے کہ وہ اب ایک بڑی جنگ کے لئے تیار ہو جائیں۔ یہ جنگ اتنی خوفناک ہوگی کہ خون کا ایک ایسا دریا بہے گا جس میں عیسائی اور یہودی فوجوں کی لاشیں غسل کرتی ہوئی نظر آئیں گی۔

جنگ کا نقشہ خواہ کچھ بھی ہو لیکن صدام حسین نے اتحادیوں کے ان تمام دعووں کو باطل کر دیا کہ جنگ چٹکی بجاتے جیت جائیں گے۔ اب اتحادیوں نے کہنا شروع کر دیا ہے کہ اگر عراق صرف یقین دہانی دلا دے کہ وہ کویت سے اپنی فوجیں واپس بلالے گا تو جنگ بند کر دیجائیگی۔ امریکہ کے وزیر خارجہ جیمز بیکر اور سوویت یونین کے وزیر خارجہ نے تین روز کی بات چیت کے بعد مشترکہ بیان میں کہا کہ دونوں ممالک چاہتے ہیں کہ خلیجی بحران کے بعد مشرق وسطیٰ میں پائیدار امن قائم ہو پائیدار امن سے دونوں ملکوں کا مقصد یہ ہے کہ اسرائیل کو اس علاقہ میں بالادستی حاصل ہو یہ بالادستی اس وقت قائم ہو سکتی ہے جبکہ عراق کی عسکری قوت کو پوری طرح تباہ کر دیا جائے۔ افسوس کی بات تو یہ ہے کہ اس تباہی اور بربادی میں سعودیہ عربیہ کا ہاتھ ہے۔ جنگ کا بیشتر خرچہ سعودیہ کا عیاش بادشاہ فہد اور کویت کے رنگیلے بادشاہ برداشت کر رہے ہیں۔ سعودیہ کی سرزمین سے عراق کی سرزمین پر یہودی بموں کی اندھادھند بارش کر رہے ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق عراق پر اب تک جو بم گرائے جا چکے ہیں ان کی تعداد دس ایٹم بموں کے برابر ہے۔ سعودیہ ہی کی سرزمین کو یہودی استعمال کر رہا ہے حالانکہ یہودیوں سے ہر وقت حرمین شریفین کو خطرہ ہے۔ اسرائیل کی وزیر اعظم گولڈا میئر نے سعودیہ کو دھمکی دی تھی کہ وہ

اگر صرف دو سو عورتوں کو ریاض ایئرپورٹ پر اتار دے تو پورے سعودیہ پر قبضہ ہو جائے گا۔ افسوس کی بات کہ آج یہی "سعودی اور یہودی" مل کر عراق کی سرزمین کو تہ و بالا کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ صدر صدام نے اس لئے یہودیوں کو صفحہ ہستی سے ختم کرنے کا تہیہ کر رکھا ہے۔ اسرائیل پر اسکڈ سے متواتر حملے ہو رہے ہیں۔ پورا تل ابیب صدر صدام کے دسترس میں آچکا ہے اور وہ بڑے حوصلے اور ہمت کے ساتھ یہودیوں پر متواتر حملے کرتے رہتے ہیں۔

صدر صدام حسین کی فوجی حکمت عملی کو اب تک اتحادی سمجھنے سے عاری ہیں۔ صدام حسین کی پوری پلاننگ ہے کہ جنگ کو طول دیا جائے اس سلسلہ میں ان کو بڑی حد تک کامیابی حاصل ہوئی ہے۔

خفجی شہر کے محاصرے میں صدام حسین تقریباً ۱۸ گھنٹہ محاذ پر موجود رہے اور ضروری ہدایات دینے کے بعد دنیا کا یہ عظیم جنرل مسکراتا ہوا واپس اپنی منزل پر چلا گیا۔ خفجی کے معرکہ میں شکست کے بعد اتحادیوں نے مجنونانہ انداز اختیار کرنا شروع کر دیا۔ جس کے جواب میں صدر صدام حسین نے کہا جنگ میں جو ہتھیار ہمارے خلاف استعمال کیا جائے گا ہم بھی اس طرح کا جواب دیں گے۔ اتحادی صدر صدام کو مشتعل کر رہے ہیں کہ وہ کیمیاوی ہتھیار استعمال کریں تاکہ عیسائیوں اور یہودیوں کو ایٹم بم استعمال کرنے کا جواز مل جائے لیکن صدر صدام کو اس کے استعمال کرنے کے لئے مناسب وقت کا انتظار ہے۔ صدر صدام جنگ کو اپنی چالوں کے مطابق لڑنا چاہتے ہیں اور اس میں ابھی تک وہ کامیاب نظر آرہے ہیں۔

عراق کی تباہی کے بعد ایران اور پاکستان کا بھی نمبر ہوگا

جنرل اسلم بیگ کا فکر انگیز تجزیہ

آرمی اسٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ خلیجی جنگ سے مسلمانوں کے اتحاد کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ساتھ ہی یہ ایک انتہائی تشویشناک بات ہے۔ جنرل اسلم بیگ نے ان خیالات کا اظہار پیر کی صبح یہاں جنرل ہیڈ کوارٹرز راولپنڈی کے گیریژن افسروں سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ اس مسئلے کا فوری اور پرامن حل تلاش کرنے کے لئے جلد کوششیں بروئے کار لائی جائیں گی کیونکہ جنگ کے پھیلنے سے اس سارے علاقے کی سیاسی، فوجی اور اقتصادی صورتحال بالکل تباہ ہو جائے گی۔ آرمی چیف کا خطاب زیادہ تر خلیج کی صورتحال سے متعلق تھا البتہ انہوں نے افغانستان اور کشمیر اور علاقے سے متعلق سلامتی کے دوسرے معاملات اور پاکستان کو لاحق ہونے والے خطرات اور ان سے نمٹنے والے انتظامات پر بھی اظہار خیال کیا۔ اس موضوع پر آرمی افسروں سے خطاب کی ضرورت کی وضاحت کرتے ہوئے جنرل اسلم بیگ نے کہا کہ ہم پیشہ ور سپاہی ہیں اور اپنی ذمہ داریاں صرف اسی صورت میں پوری کرسکتے ہیں جب کہ ہم میں ارد گرد کے حالات کو سمجھنے کی صلاحیت ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ ضرورت ذہنوں میں رکھ کر ہی اپنے خیالات سے آپ کو آگاہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جنرل اسلم بیگ نے کہا کہ خلیجی جنگ کے پس منظر کو جاننے کے لئے ۱۹۴۸ء، ۱۹۵۶ء اور ۱۹۶۷ء میں ہونے والی عرب اسرائیل جنگوں کی طرف رجوع کرنا ہوگا۔ ان جنگوں میں عرب فوجوں کو شکست ہوتی رہی ہے اور ۱۹۷۳ء میں اسرائیل کے ناقابل تسخیر ہونے کا خیال ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا اس کے بعد اس علاقے میں صیہونی حکمت عملی میں زبردست تبدیلی لائی گئی اس نئی حکمت عملی کا مرکزی نکتہ یہ تھا کہ ان ملکوں کو جنہیں فوجی لحاظ سے شکست نہیں دی جا سکی سیاسی لحاظ سے کمزور کیا جائے اور جو ملک اس زمرے میں نہیں آتے انہیں آپس میں لڑا کر کمزور کیا جائے اس ضمن میں آرمی چیف نے لبنان کی چودہ سال پرانی لڑائی کا حوالہ دیا جو اب تک چل رہی ہے اس کے علاوہ آٹھ سال تک جاری رہنے والی عراق ایران جنگ بھی جس میں بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی۔ اس لڑائی سے عراق اور ایران جو دو بڑے فریق بن کے سامنے آئے یہ دونوں اسرائیل کے لئے اور بڑا خطرہ بن کے ابھرے جن کی قوت کو کم کرنا ضروری سمجھا گیا۔

آرمی چیف نے کہا کہ عراق کو کویت پر حملہ کرنے پر اکسایا گیا تاکہ اس سے جنگ شروع کی جائے۔ جنگ کی آرمی اسٹاف نے کہا کہ اب صورتحال یہ ہے کہ ساری مغربی دنیا عراق کے خلاف صف آرا ہو گئی ہے اور کسی نے جنگ سے پہلے اس کے پرامن حل کے لئے سنجیدہ کوشش نہیں کی۔ صدر بش نے ابتدا میں بڑی جلد بازی کی انہوں نے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ عراق نے کویت کے خلاف جارحیت کی۔ لیکن میرا خیال یہ ہے کہ اس کو اپنی غلطی کا احساس دلانے کے لئے کچھ اور وقت دیا جانا چاہئے تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اتحادی ملکوں کو جنگ شروع کرنے کی بہت جلدی تھی۔ انہوں نے کہا کہ اس جنگ میں سیاسی اور فوجی مقاصد سے تجاوز کیا جانے والا حقوق میں تضاد ہے کیونکہ سیاسی طور پر اقوام متحدہ نے طاقت کے استعمال کی اجازت صرف اس لئے دی تھی کہ کویت سے جارحیت ختم کی جائے نہ کہ عراق کو اقتصادی اور فوجی لحاظ سے تباہ و برباد کر دیا جائے۔ جنگ کا تجزیہ کرتے ہوئے جنرل اسلم بیگ نے کہا کہ جنگ کا فیصلہ ہونے میں ہفتے لگ سکتے ہیں لیکن اس کے نتائج انتہائی تباہ کن ہوں گے اور کویت کو خالی کرانے کے امکانات اتنے ہی کم ہوتے جائیں گے۔ جنرل اسلم بیگ نے کہا کہ جنگ کے طویل المیعاد نتائج توقعات سے بہت برعکس ہوں گے کیونکہ جب ہتھیاروں کا استعمال شروع ہو جاتا ہے تو حالات اپنے رخ کا تعین خود کرتے ہیں اور طے شدہ توقعات پس منظر میں چلی جاتی ہیں یہ حقیقت پہلے ہی ثابت ہو چکی ہے کیونکہ عربوں اور اسرائیلیوں کی تین بڑی جنگوں کے نتیجے میں مصر اور شام جیسی بڑی طاقتیں بن کر ابھری ہیں اسی طرح ایران اور عراق جنگ کے نتیجے میں دو بڑی سیاسی اور عسکری طاقتیں بن کر سامنے آئے۔ میرا خیال ہے کہ موجودہ جنگ میں بھی کوئی اور بڑی طاقت وجود میں آئے گی جہاں تک جنگ کا تعلق ہے جنرل اسلم بیگ نے کہا کہ اس سے بالکل بچا جا سکتا تھا بشرطیکہ تنازع کے پرامن حل کے لئے تمام ممکنہ ذرائع اختیار کئے جاتے۔ میرے خیال میں اب بھی وقت ہے کہ اس ضمن میں کچھ نہ کچھ کیا جا سکتا ہے اور وزیر اعظم جناب نواز شریف نے صحیح سمت میں کوشش کا آغاز کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ میرے خیال میں ایران کو خطے میں جو کلیدی حیثیت حاصل ہے وہ مذاکرات کے ذریعے اس مسئلے کے حل میں کچھ نہ کچھ پیش رفت کر سکتا ہے اور ایران کے تعاون سے کوشش شروع کر کے عراق سے کویت کو خالی کرایا جا سکتا ہے اور اس کے ساتھ ہی ساتھ سعودی عرب سے غیر ملکی فوجوں کو بھی نکل جانا چاہئے۔ جنرل اسلم بیگ نے کہا کہ آئندہ کے لئے قومی سلامتی کے تحفظ کے لئے ضروری ہے کہ اس علاقے

کراچی کی ڈائری .... ڈاکٹر حمید اختر اشرفی

گزشتہ ڈائری میں ذکر تھا "پینے" سے توبہ اور "پولیس سرپرستی" کا تھا۔ کچھ احباب کو ناگوار گزرا لیکن .... بات چل پڑی تھی اس لئے اس کا ثبوت دوسرے دن کے اخبارات سے مل گیا۔ لوگ ششدر رہ گئے کہ مجرموں تک بھی با آسانی "شراب" پہنچ سکتی ہے۔ پولیس نے ایڈیشنل مجسٹریٹ بغدادی کی نگرانی میں امراض قلب کے قومی ادارے کے کمرہ نمبر ۲۲۸ پر چھاپہ مار کر شراب سے بھری بوتل برآمد کی ہے۔ چھاپے کے وقت کمرہ میں سابق ممبر سندھ اسمبلی غلام حسین انڑ اور اس کا ملازم عبدالکریم بھی موجود تھے۔ غلام حسین انڑ اغواء برائے تاوان کے مقدمے میں گرفتار ہونے کے بعد پولیس کی "تحویل" میں اس اسپتال میں زیر علاج ہے۔ غلام حسین انڑ کی نگرانی پر مامور پولیس گارڈ کو معطل کر دیا گیا۔

"چور مچائے شور" کے مصداق پولیس ہی کی نگرانی میں "بوتل" پہنچی۔ اور پولیس نے پولیس ہی کو معطل کر دیا ....؟ اب تو "شراب" کو "دوا" کے طور پر استعمال کرنے کی بات بھی عام ہو چکی ہے۔ ممکن ہے معطل شدہ پولیس گارڈ نے دوا سمجھ کر "بوتل" پہنچا دی ہو یا غلام حسین انڑ بطور "دوا" بوتل استعمال کرتے ہوں۔ اب دیکھئے نا .... بطور دوا استعمال کرنا "جرم" تو نہیں ہے ....

کراچی میں ٹرانسپورٹ کے کرایوں میں اضافہ ہو چکا ہے۔ حکومت نے "حفظ ماتقدم" کے طور پر کرایہ میں اضافہ سے قبل ۲۰ فیصد تنخواہ میں شامل کرایہ میں اضافہ کیا۔ تاکہ مٹھائی کے بعد زہر کھانے کا احساس نہ رہے۔

گریڈ ایک تا نو جن کو تنخواہ میں کرایہ میں اضافے سے قبل صرف ۷۲ روپے بطور کرایہ ملتا تھا لیکن اب ۲۰ فیصد اضافہ کر کے ۹۲ روپے ہو گیا۔ لیکن ساتھ ہی کئی گنا ٹرانسپورٹ کے ٹکٹ میں اضافہ کر دیا گیا۔ جب کہ منی بسوں میں تو قانون نام کی کوئی چیز نہیں ہے۔ ایک اسٹاپ سے دوسرے اسٹاپ تک کرایہ ایک روپے پچاس پیسے ہو گیا۔ آخری اسٹاپ پر کم از کم ساڑھے تین روپے اور چار روپے وصول کئے جا رہے ہیں۔ حکومت کی اس طفل تسلی سے عوام میں شدید بے چینی پائی جا رہی ہے۔

تعلیمی اداروں کی مسلسل بندش سے تعلیم کا شدید ترین نقصان ہو رہا ہے۔ اس نقصان کے ذمہ دار جہاں "شرپسند" عناصر ہیں جو ہنگامہ آرائی کے ذریعے تعلیمی اداروں کے تقدس کو پامال کرتے ہیں تو وہیں "آستین کے سانپ" بھی ہیں جو مختلف حیلے بہانے سے طلبہ کو کئی سال پیچھے کر چکے ہیں۔

دنیا میں ہر انسان کی زبان پر ایک ہی سوال ہے کہ آخر وہ کون سی چیز ہے جس کے بل بوتے پر صدام حسین کو امریکہ، برطانیہ، فرانس، جرمنی سمیت ۲۷ ملکوں کی اتحادی فوج کے سامنے ہتھیار ڈالنے کو تیار نہیں ہیں۔ ان کی جگہ کوئی اور ہوتا تو کب کا ہتھیار ڈال چکا ہوتا کیونکہ آج تقریباً پوری دنیا جن میں ان کے برادر عرب ممالک بھی شامل ہیں عراق کے خلاف متحد ہیں۔ عراق پر انسانی تاریخ کی سب سے بھیانک بمباری ہو رہی ہے۔ ان تمام باتوں کے باوجود عراق کا اپنی جگہ پر اڑے رہنا بہادری اور حوصلہ مندی کی نشانی ہے یا پھر عراق کے پاس ایسا کوئی خفیہ ہتھیار ہے جسے عراق انتہائی نازک حالات میں استعمال کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔

ایٹم بم کا خطرہ

مغربی ماہرین دفاع کا خیال ہے کہ عراق نے خفیہ طور پر ایٹم بم تیار کرلیا ہے جسے وہ جنگ میں استعمال کرسکتا ہے۔ عراق نے ۸۰ء میں ہی ایٹمی ری ایکٹر بنایا تھا جسے اسرائیل نے اچانک حملہ کرکے ۸۱ء میں تباہ کردیا تھا اور کئی عراقی ایٹمی سائنسدانوں کو قتل کردیا تھا لیکن اس کے بعد بھی عراق کی ایٹمی سرگرمیاں جاری رہی تھیں البتہ عراق نے اپنی ایٹمی سرگرمیوں پر اسرار کا پردہ ڈال دیا تھا۔ امریکہ نے یہ شکایت بھی کی تھی کہ عراق میں کافی بڑی تعداد میں ہیوی واٹر جو نیوکلیر بم بنانے میں استعمال ہوتا ہے خفیہ طور پر لایا گیا ہے اس کے علاوہ مغرب نے کئی بار عراق میں ایسے کل پرزے اسمگل ہونے سے روکے جو ایٹمی ہتھیاروں کے لئے استعمال ہوتے ہیں۔ اسرائیل کا بھی الزام ہے کہ عراق نے اپنے کچھ خفیہ ٹھکانوں پر کچھ جرمن و فرانسیسی سائنسدانوں کی مدد سے ایٹم بم تیار کرلیا ہے۔ اسی وجہ سے امریکی جہازوں نے سب سے پہلے عراق نیوکلیر ٹھکانوں کو اپنا نشانہ بنایا ہے مگر ماہرین کا خیال ہے کہ عراق کے کچھ خفیہ زمین دوز نیوکلیر پلانٹ ہیں جن کا پتہ ابھی تک امریکی و اسرائیلی نہیں چلا پائے۔

زہریلی گیس

عراق بڑے پیمانے پر کیمیائی ہتھیار تیار کررہا ہے اور آج دنیا میں کیمیائی زہریلی گیسوں کا تیسرا سب سے بڑا ذخیرہ عراق کے پاس ہے عراق نے ایران کے

> مغربی ماہرین دفاع کا خیال ہے کہ عراق نے خفیہ طور پر ایٹم بم تیار کرلیا ہے۔ جسے وہ جنگ میں استعمال کرسکتا ہے!

خلاف جنگ میں اور خود اپنے ملک میں کرد باغیوں کے خلاف یہ زہریلی گیس استعمال کی تھی ان زہریلی گیسوں کے چھوڑے جانے سے منٹوں میں ہزاروں افراد ہلاک ہو جاتے ہیں لوگ تڑپ تڑپ کر اور جھلس جھلس کر مر جاتے ہیں امریکہ و اس کے اتحادیوں پر سب سے زیادہ خوف عراق کی کیمیائی گیسوں کا ہے جس کی وجہ سے امریکی فوجیوں کو زہریلی گیس سے بچنے کے لئے خصوصی لباس فراہم کئے جارہے ہیں یہ گیس صرف سانس کے ذریعہ داخل نہیں ہوتی بلکہ جلد کے راستے اندر داخل ہو جاتی ہے اسرائیل میں ان زہریلی گیسوں کا اتنا خوف ہے کہ وہاں پوری آبادی کو گیس ماسک فراہم کردیے گئے ہیں لیکن صرف ماسک پہن کر اس گیس کے اثرات سے نہیں بچا جاسکتا صدام حسین امریکی فوجیوں کو خود اپنے خون میں نہلانے کی جو بات کررہے ہیں وہ صرف نعرہ نہیں بلکہ حقیقتاً بھی ممکن ہے۔

ایک ایسا کیمیائی گیس ہے جس کے اثرات جلد پر مرتب ہوتے ہیں اور جسم کے پوروں سے خون بہنا شروع ہو جاتا ہے اور واقعی آدمی اپنے خون میں نہا کر جان دے دیتا ہے امریکی ماہرین کو یہ بھی خطرہ ہے کہ عراق نے کچھ نئی قسم کے جراثیمی ہتھیار بھی تیار کرلئے ہیں جن کا ابھی مغرب کے پاس کوئی فوری توڑ نہیں ہے۔ حالانکہ امریکہ بھی جوابی طور پر کیمیائی ہتھیاروں کا استعمال کرسکتا ہے اور لاکھوں عراقیوں کو موت کے گھاٹ اتار سکتا ہے لیکن وہ خود ہزاروں کی تعداد میں امریکی و اتحادی فوجیوں کو مرنے سے نہیں بچا [illegible]

سپر گن

امریکی ماہرین کو یہ بھی خطرہ ہے کہ عراق نے کچھ سپر گنز تیار کی ہیں سپر گنز ایسی توپیں ہوتی ہیں کہ جن کی مار کئی سو کلو میٹر تک ہوتی ہے۔ اور یہ بہت بڑے علاقے میں زبردست تباہی مچاتی ہیں پچھلے سال کچھ ایسے بڑے پائپ عراق میں اسمگل کرتے ہوئے پکڑے گئے تھے جو ان سپر گنز میں استعمال ہوتے ہیں یہ سپر گنز امریکی فضائی بمباری کا جواب ہوسکتی ہے مگر انہیں زیادہ دیر تک چھپا کر رکھنا زیادہ مشکل ہے۔ ایک بار ان کا استعمال ہوگا تو امریکی راڈار ان کا پتہ لگا کر لیزر بموں کی مدد سے انہیں تباہ کردیں گے بہرحال عراق کا سب سے بڑا ہتھیار وہ تیل ہے جو کویت میں موجود ہے جسے آگ لگا کر عراق پوری دنیا کو زبردست اقتصادی بحران میں مبتلا کرسکتا ہے۔

عرب عوام صدام سے ڈرتے کیوں نہیں؟

"[illegible]" کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ سعودی عرب میں اتنا کٹھن ہے کہ وہاں پر مقیم ہندوستانی عوام کو کتنی بے عزتی برداشت کرنا پڑتی ہے۔ جب ایران، عراق جنگ شروع ہونے والی تھی اس وقت صدام حسین نے کثیر تعداد میں غیر ملکیوں کو عراق چھوڑ دینے کے لئے بھی کہا تھا ان ہی میں ایک ہندوستانی عورت بھی تھی جو بغداد میں ایک جنرل اسٹور چلاتی تھی۔ وہ صدام حسین سے ملی اور اس نے صدام حسین کے سامنے مسئلہ رکھا کہ وہ اس حالت میں کہاں جائیں۔ پوری بات سننے کے بعد صدام نے اسے وہیں رہنے اور کاروبار کرنے کی اجازت دی۔ اس قسم کی متعدد کہانیاں عراق میں مقیم ہندوستانی باشندوں سے سنی ہیں کہ مجھے صدام حسین کے لئے خود اپنی رائے تبدیل کرنی پڑی۔ تین چار بڑے ہندوستانی بلڈر اور کنٹریکٹر بغداد شہر کی منصوبہ بندی میں بلند عمارتیں بنا کر اپنا تعاون دے رہے ہیں۔ تمام فائیو اسٹار ہوٹلوں میں نہ صرف ہندوستانی ملازمین ہیں بلکہ ان کو پوری طرح چلانے والے ہندوستانی ہی تھے۔ یہ تمام لوگ صدام حسین کی تعریف کرتے ہوئے کہتے تھے کہ رات کے بارہ بجے یہاں سونے سے لدی عورت تن تنہا بھی ویران سڑک پر پوری حفاظت کے ساتھ اپنے گھر پہنچ سکتی ہے۔ اس کو اتنی [illegible] کوئی بھی ہاتھ لگانے کی ہمت نہیں کر سکتا۔ اس کی سزا کیا ہوگی، یہ سب ہی جانتے ہیں۔ مثال کے طور پر دوائیں ملاوٹ کے جرم میں اسپتال کو [illegible] سزائے موت سناتے ہوئے صدام نے کہا تھا کہ بڑی تعداد میں بے گناہ لوگ ایک آدمی کی لاپروائی کی وجہ سے مرتے ہیں اس کی قیمت عراق کیا ادا کر سکتا ہے؟

صدام حسین دانشور طبقے کا بے حد احترام کرتے ہیں۔ عراقی معاشرے میں "معلم" وہی عزت پاتا ہے جو کبھی ہندوستانی معاشرے میں استاد کی تھی۔ شاعر، ادیب، مصور، آرٹسٹ، موسیقار وغیرہ کو صدام حسین کے فوجی نظام میں حیرت انگیز رتبہ حاصل ہے۔ صدام حسین کے اس وسیع النظری کا سب سے بڑا راز یہ ہے کہ وہ آہستہ آہستہ ترقی کر کے صدر کے عہدے تک پہنچے ہیں اس لئے وہ اپنے ملک کے نس نس سے واقف ہیں اور وہ جانتے ہیں کہ ان کا معاشرہ کیا چاہتا ہے۔

صدام حسین نے بڑی طاقتوں کی شطرنج کی بساط پر انہیں کو اپنا مہرہ بنا کر کھیل شروع کیا ان ہی کی حکمت عملی، ان کے ہتھیار اور ان ہی کی بات کا جواب صدام [illegible]

[illegible] اس جنگ میں اپنی حکومت [illegible] بعد صدام حسین [illegible] صدام حسین نے [illegible] آگے بڑھا [illegible] صدام حسین کے اس [illegible] اور آگے بڑھ [illegible] کے خلاف [illegible] سارے ممالک میں طوفان کی شکل اختیار کر کے آگے بڑھے گی۔ کیوں کہ صدام نے پہلی بار مشرق وسطیٰ کے منتشر عوام کو ایک لڑی میں پرو دیا ہے اور مسلمانوں کو ایک ایسا راستہ دکھا دیا جو نہ تو اقتدار [illegible] اور نہ [illegible] استحصال کے خلاف کرسی کے لئے [illegible] کے لئے نہیں بلکہ "شہید" ہونے کے لئے۔

آج سامراجیت کی مخالفت کو زندہ رکھنے کے لئے کسی نہ کسی کو تو آگ میں کودنا ہی ہے (بشکریہ نئی دنیا، دہلی)

فلسطینی گوریلے اب پوری دنیا کو میدان جنگ بنائیں گے

اس وقت جبکہ خلیج میں ایک گھمسان کی جنگ جاری ہے دنیا کا کوئی خطہ محفوظ نہیں رہ گیا ہے جیسا کہ صدر صدام حسین نے اعلان کیا تھا کہ خلیج میں اگر جنگ چھڑی تو یہ جنگ صرف خلیج تک ہی محدود نہیں رہے گی بلکہ عراقی مجاہدین امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں کے اہم لیڈروں اور فوجی ٹھکانوں کو اپنا نشانہ بنائیں گے۔ عراق کے تربیت یافتہ مجاہدین کی سرگرمیاں شروع ہو چکی ہیں۔ ان عراقی مجاہدین جنہیں مغربی دنیا دہشت گرد کا نام دیتی ہے عین ممکن ہے کہ آئندہ چند دن کے اندر بڑے پیمانے پر تخریبی کاروائیاں شروع کر دیں۔ اور ان کے بڑھتے ہوئے ہاتھ امریکہ اور اس کے حلیف ملکوں کی اہم شخصیتوں کی گردنوں تک پہنچ جائیں۔ انتقامی کارروائیوں کے طور پر کی جانے والی اس تخریب کاری میں صرف عراقی باشندے ہی نہیں بلکہ فلسطینی مجاہدین بھی شامل ہوں گے جنہیں ایک عرصے سے امریکی و اسرائیلی جارحیت کا نشانہ بننا پڑ رہا ہے۔ کیونکہ ان فلسطینیوں کی صدام حسین سے نئی امیدیں پیدا ہوئیں ہیں۔

عام خیال یہی ہے کہ ان جنگ جوؤں کا نشانہ عام آدمی نہیں بنیں گے بلکہ مغربی دنیا کے اہم لیڈروں اور اہم فوجی ٹھکانوں کو ہی نشانہ بنایا جائے گا۔ ایک طرف صدر صدام حسین نے فلسطین کو آزاد کرانے کا اعلان کر کے عام فلسطینی لوگوں کی حمایت حاصل کر لی ہے اور وہ صدر صدام حسین کے ساتھ ہیں دوسری طرف انہیں انتہائی تربیت یافتہ مجاہدین کی بھی خدمات حاصل ہیں جنہوں نے اپنی سرگرمیوں سے مغربی دنیا کی نیندیں حرام کر رکھی ہیں۔ ان میں ایک ابو ندال بھی ہے جس نے کئی برسوں سے اپنی کارروائیوں کے باعث مغربی دنیا کو خوف و دہشت میں مبتلا کر رکھا ہے۔ دوسری طرف ابو العباس ہے جس کا کئی اہم سرگرمیوں میں ہاتھ رہا خاص کر ۱۹۸۵ء میں اچیلولارو کے اغوا کرنے میں اسی کا ذہن کارفرما تھا، ساتھ ہی ساتھ صدام حسین کی خفیہ پولیس "مخابرات" تخریبی اور دہشت [illegible] کی کرروائیوں میں ماہر ہے۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ عراق نے دنیا کے مختلف ملکوں میں "مخابرات" کا جال بچھا رکھا ہے۔

ایک طرف جہاں عراقی مجاہدین عرب ملکوں میں مقیم امریکی اور مغربی ملکوں کے سرکردہ لوگوں کو نشانہ بنائیں گے تو دوسری طرف مغربی ممالک میں بھی دشمنوں کو نشانہ بنایا جا سکتا ہے۔ مجاہدین کی جانب سے ممکنہ دہشت گرد کارروائیوں کا امریکہ اور مغربی ملکوں کو خدشہ بھی ہے اس لئے بڑے پیمانے پر احتیاطی قدم بھی اٹھائے گئے ہیں پھر بھی ابتدائی کارروائیوں کے تحت بعض اہم مقامات پر دھماکہ خیز اشیاء پائی گئی ہیں جس کی وجہ سے ایک خوف و دہشت کا ماحول ہے۔ وائٹ ہاؤس میں بھی ایک مشتبہ چیز ملی ہے جسے ناکارہ بنا دیا گیا اس کے علاوہ اہم ٹھکانوں، ایئرپورٹوں اور فوجی ٹھکانوں پر بھی کڑی نظر رکھی جا رہی ہے۔ لیکن اب جبکہ جنگ چھڑ چکی ہے امریکہ اور اس کے حلیف ممالک کی کوئی جگہ تخریبی کارروائیوں سے محفوظ نہیں کہی جا سکتی۔

بعید نہیں کہ روس، شام اور ایران عراق کے ساتھ کھڑے نظر آئیں!

ڈاکٹر اسرار احمد

خلیج کے علاقے میں جنگ کا جہنم دہکنے میں بزعم خود عالمی پولیس مین امریکہ جو شیطانی کھیل کھیل رہا ہے اس میں سعودی عرب اور کویت کے حکمران خاندانوں کا کردار بھی کم گھناؤنا نہیں جنہوں نے اپنے ذاتی اقتدار اور بے حد حساب دولت کے چشموں کا بہاؤ برقرار رکھنے کے لئے مسلمانوں کے خون کو ارزاں کرنے اور اس قبیح حرکت کے لئے عرب کی مقدس زمین کو اسلام اور مسلمانوں کے ازلی دشمن یہود و نصاریٰ کے حوالے کرنے اور ان کو اپنے جنگی اڈے اور مورچے بنانے سے بھی گریز نہیں کیا۔ آج اس سرزمین اقدس سے خود عراقی مسلمانوں پر روزانہ ہزاروں مہلک ترین بم برسائے جا رہے ہیں جہاں سے دنیا کو دین اسلام کا امن و سلامتی کا دائمی پیغام ملا تھا۔ ہم اللہ پر ایمان رکھنے والوں کے نزدیک واقعات و حوادث کے ظہور میں سب سے بڑا عامل تو مسبب الاسباب کی مشیت ہے جسے کارکنان قضا و قدر یعنی ملائکہ نافذ کرتے ہیں، تاہم ان کے مادی اسباب و عمل بھی ہوتے ہیں اور انسانوں کی سمجھ میں آنے والی ظاہری وجوہات بھی موجود ہوتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ظاہری اسباب میں عراق کی کویت پر جارحیت اور صدام حسین کے بے لچک رویے پر اصرار سامنے کی باتیں ہیں۔ لیکن بنظر غائر دیکھا جائے تو معلوم ہو گا کہ امریکہ کو عراق کی فوجی طاقت سے یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں اسے مشرق وسطیٰ میں پالتو اور لے پالک "اسرائیل" کا وجود خطرے میں نہ پڑ جائے لہٰذا امریکہ اس تاک میں تھا کہ عراق کے کسی قدم کو بنیاد بنا کر اس کی فوجی اور صنعتی طاقت کو تہس نہس کر دیا جائے۔ چونکہ مادی ذرائع ابلاغ پر ایک فریق کا یک طرفہ تسلط ہے لہٰذا ان ذرائع سے وابستہ صرف مخصوص یک رخی معلومات اور خبریں مہیا کی جاتی ہیں کہ جس سے صدام حسین کی تصویر نہایت بھیانک نظر آتی ہے۔ تاہم بعض دیگر معتبر ذرائع سے جو اطلاعات ملی ہیں ان سے یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ "صدام حسین کے لئے ایسی صورت حال پیدا ہو گئی تھی جسے "تنگ آمد بجنگ آمد" سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ یہ بات صحیح ہے کہ ایران کے خلاف طویل جنگ میں سعودی عرب، کویت اور امارات نے بڑی فراخ دلی سے عراق کی اربوں ڈالر سے مدد کی تھی۔ اگرچہ عراق کی ہمدردی سے زیادہ اس میں ان کا اپنا مفاد تھا چونکہ خطرہ تھا کہ ایرانی انقلاب ان کی ملوکیت اور "امارات" کے دروازوں پر دستک نہ دے بیٹھے۔ لیکن یہ بلا ٹل جانے کے بعد یہ حضرات حساب کے بہی کھاتے کھول بیٹھے اور عراق سے اصل زر کے علاوہ سود کا بھی مطالبہ کر دیا۔ ایران، عراق جنگ کے خاتمے سے کچھ عرصہ قبل کویت نے خاموشی سے اپنی سرحدیں بڑھا کر عراق کے بعض ایسے علاقوں پر بھی قبضہ کر لیا جن کے نیچے سیال سونے کا سمندر ٹھاٹھیں مارتا ہے۔ یہ حقائق دنیا کے سامنے نہیں آنے دیئے گئے حالانکہ معتبر اطلاعات کے مطابق کویت نے نہ صرف نئے کنوؤں کی ترچھی کھدائی کر کے عراق کا تیل کھینچا بلکہ اوپیک میں طے شدہ حدود و قیود کو بھی پامال کر کے مقرر کردہ مقدار سے زیادہ تیل نکال کر اسے ارزاں نرخ پر بیچ کر عراق کی جنگ سے متاثر معیشت کی کمر توڑنے کی شرارت بھی جاری رکھی۔

صدر صدام حسین کے احتجاج پر سعودی عرب صرف [illegible] لیکن [illegible] امیر کویت نے ملاقات سے بھی انکار کر دیا۔ اس صورت حال نے صدام حسین کے غصے کو بھڑکا دیا اور اس کے نتیجے میں [illegible] کویت پر قبضہ کر لیا۔ یقیناً یہ فعل [illegible] تھا لیکن [illegible] چاہئے تھا کہ عرب شیوخ اسلامی بالخصوص عربوں کے ملکوں کی کانفرنس اور تنظیم میں بیٹھ کر اس کا فریقین کے لئے قابل قبول کوئی حل تلاش کرتے اس کے بجائے انہوں نے محض اپنی دولت اور اقتدار کو بچانے کے لئے امریکہ کو اپنی مدد کے لئے پکارا جس کی عرب اور اسلام دشمنی اظہر من الشمس ہے۔ جس کے طفیلی اسرائیل کا سرطان سینۂ عرب پر مسلط ہے اس طرح سعودی عرب اور کویت نے امریکہ کو وہ موقع فراہم کر دیا جس کی اس کو دس سال سے تلاش تھی۔ امریکہ اب سپر پاور نہیں رہا بلکہ دوسری سپر پاور روس کے اندرونی خلفشار کے باعث پسپائی کے بعد وہ سپریم پاور بن گیا ہے اور اس کی منافقت اور دوہرے معیار پوری دنیا پر عیاں ہیں۔ کشمیر پر بھارت بیالیس سال سے غاصبانہ قبضہ جمائے بیٹھا ہے اور ایک سال سے وہ کشمیریوں پر حق خود ارادیت کے مطالبے پر وحشی درندوں کی طرح دن رات مظالم ڈھا رہا ہے لیکن امریکہ کے کان پر جوں تک نہیں رینگتی۔ ۱۹۶۷ء کی عرب اسرائیل جنگ میں اسرائیل نے اردن، شام اور لبنان کے جن علاقوں پر جارحیت کر کے غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے ان علاقوں کے مظلوم فلسطینی باشندوں کی ہمدردی میں امریکہ کو زبانی کلامی بھی کچھ کہنے کی توفیق نہیں ہوتی لیکن کویت کے مسئلے کو عالمی مسئلہ بنا کر امریکہ دوڑا ہوا آیا جہاں اس نے سعودی عرب میں عراق کو تباہ کرنے اور کروڑوں مسلمانوں کی جانوں سے کھیلنے کے لئے نئی فوج اور جدید نوعیت کے اسلحہ جات جمع کر رکھے ہیں۔ یقین سے نہیں کہا جا سکتا کہ عرب کی سرزمین پر وہ سعودی حکمرانوں کے بلانے پر آیا ہے یا خود آ دھمکا ہے لیکن ہمارے [illegible] کا حال یہ ہے کہ امریکہ کو تو گالیاں دیتے ہیں لیکن امت مرحومہ کو "امت مغضوب" بنانے والے

[illegible] کو پتہ نہیں کہتے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن [illegible] ہے۔ واضح احکامات کے تحت امت خود طے کرتی کہ زیادتی کس کی ہے اور پھر صلح صفائی کی کوشش کرتی پھر بھی اگر زیادتی کرنے والا فریق اس فیصلے کو تسلیم نہ کرتا تو اس کی گوشمالی کے لئے اپنے مورچوں کو اللہ کی حفظ وامان میں دے کر پوری پاکستانی فوج بھی بھیج دی جاتی تو کسی کو اعتراض کی گنجائش نہ ہوتی ... لیکن موجودہ صورت حال میں ہماری پوزیشن محض امریکہ کے کھڑے کی ایک مچھلی سے زیادہ کچھ بھی نہیں ہے ....

جنگ کا پہلا مرحلہ تو اعصابی جنگ کا تھا جس میں صدر صدام نے صدر بش کے غبارے میں سے ہوا نکال دی تھی۔ لیکن اتحادیوں کی جنگ میں دونوں کا کوئی جوڑ نہ ہونے کے باوجود صدر صدام اور عراقیوں کے حوصلے بلند نظر آ رہے ہیں۔ امریکہ مسلسل وحشیانہ بم باری کے باوجود تا حال اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہو سکا ہے۔ لیکن ہم نہیں کہہ سکتے کہ بارود اور فولاد کی بارش نے عراق کے باشندوں پر کیا قیامت ڈھائی ہوگی۔ میرا وجدان یہ کہتا ہے کہ اگر عراق چند دن اور مقابلے میں ثابت قدم رہا اور اس کے حوصلے برقرار رہے تو اس صورت میں ایران، شام حتیٰ کہ روس عراق کے ساتھ کھڑے نظر آئیں گے اور مشرق وسطیٰ اس جنگ کے نتائج میں قطعی طور پر تباہ و برباد بھی ہو سکتا ہے۔ اس موقع پر اس بات کو بھی اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ امریکہ کو سعودی اور کویت کے حکمرانوں سے کوئی ہمدردی نہیں ہے۔ اس کا اصل مفاد یہ ہے کہ ایک طرف مشرق وسطیٰ کی تیل کی دولت پر اس کی اجارہ داری قائم رہے دوسری طرف کوئی مسلم ملک مشرق وسطیٰ کا طاقتور نہ ہو سکے کہ اس کی چہیتی اور لاڈلی ناجائز اولاد اسرائیل کی سلامتی کو خطرات لاحق ہو سکیں۔ جنگ کے پس منظر کی تہہ میں اللہ تعالیٰ کی یہ مشیت کارفرما نظر آتی ہے کہ عربوں کو اسلام سے روگردانی اور اعراض کی آخری سزا مل جائے جو تیرھویں صدی میں ہلاکو کے ہاتھوں ملنی شروع ہوئی اور اب ہلاکت کے نقطہ عروج کی طرف بڑھ رہی ہے ..... خلیج کی جنگ کے بارے میں حکومت اور رائے عامہ میں واضح اور ہمہ گیر تصادم نظر آتا ہے۔ بلکہ آئی جے آئی میں جو سیاسی اور مذہبی جماعتیں شامل ہیں ان کے مابین بھی اس مسئلہ پر شدید نوع کے اختلافات موجود ہیں جو مختلف انداز سے اخباری بیانات میں عوام کے سامنے آ رہے ہیں۔ یہ طرز عمل بھی ہمارے سیاسی نابالغ نظری کے دیوالیہ پن کا مظہر ہے کہ چند سیاسی اور مذہبی گروہوں نے خلیج کے مسئلہ پر غیر صحت مندانہ کردار اپنا رکھا ہے کہ حکومت میں شامل بھی ہیں اور اس مسئلہ نیز شریعت بل کے سوال پر کوئی مفاہمت پیدا نہیں کر سکے [illegible] موجودہ [illegible] کے عوام [illegible] کا باعث ہو سکتے ہیں۔ پارلیمانی اپوزیشن بے نظیر بھٹو صاحبہ نے پاکستان کے عوام کی اکثریت کے احساسات اور جذبات کو یکسر نظر انداز کر کے امریکہ میں بیٹھ کر خلیج کے مسئلہ پر امریکہ کے غیر منصفانہ اور جارحانہ موقف کی حمایت میں بیان داغ کر اپنی سیاست کا بیڑا غرق کر لیا۔ ان کے اس بیان سے خود ان کی پارٹی کی تنظیم اکثریت سخت ناخوش ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بے نظیر صاحبہ اپنے شوہر کی گلو خلاصی کی خاطر سب کچھ کرنے کے لئے تیار ہیں اور اب ان کا واحد کریڈٹ یہ رہ گیا ہے کہ وہ ایک جان نثار مشرقی بیوی کہلا سکتی ہیں۔ وزیر اعظم پاکستان کے حالیہ امن دورے کا اقدام اگرچہ بعد از وقت کیا گیا ہے لیکن ہم اس کی کامیابی کے لئے دعا گو ہیں گو اس کے مثبت نتائج نکلنے کی بظاہر کوئی امید نظر نہیں آتی۔ البتہ یہ ضرور ہوا ہے کہ عوام الناس میں پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بارے میں جو غم و غصہ اور ہیجان پیدا ہو گیا تھا اس میں وقتی طور پر کچھ کمی واقع ہو گئی ہے۔ لیکن اس کا بڑا اندیشہ ہے کہ خلیج کے مسئلہ پر حکمرانوں کی غیر دانشمندانہ خارجہ پالیسی ایک ایسے طوفان کو جنم دے گی کہ جس کا مقابلہ موجودہ حکومت کے لئے مشکل ہو جائے گا۔ اس سے پہلے ان کو چاہئے کہ وہ اپنی خارجہ پالیسی کو صحیح اور عدل و قسط کی بنیادوں پر استوار کر لیں۔ ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ آج پوری دنیا کے مسلمانوں میں صدر صدام حسین کے حق میں ہمدردی کی جو لہر اٹھی ہے اس میں تیزی و تندی اس لئے ملی ہے کہ عراق کے جھنڈے میں اللہ اکبر کا اضافہ کیا گیا ہے اور صدام حسین کی طرف سے اسلام کا نعرہ بلند کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ مسلمانوں کے جذبات بیدار کرنے اور ان کی ہمدردیاں حاصل کرنے کے لئے آخر کار "اسلام کے نعرے" کا ہی سہارا لینا پڑتا ہے۔

میں پہلے بارہا عرض کر چکا ہوں کہ میں قرآن حکیم کا ایک ادنیٰ طالب علم ہوں اور تمام حوادث و معاملات کے اسباب و عواقب سمجھنے کے لئے قرآن حکیم کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ قرآن ہمیں خبردار کرتا ہے کہ بحر و بر میں فساد لوگوں کے اپنے کرتوتوں کی پاداش میں رونما ہوتا ہے۔ اور ایسی صورت میں کفار و مشرکین سے زیادہ قصور وار مسلمان ہوتے ہیں جنہیں ہدایات الٰہیہ کا امین بنایا گیا ہے انہوں نے کہا کہ اس اعتبار سے سب سے بڑے مجرم عرب ہیں جن میں اللہ کے آخری رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اٹھائے گئے اور جن کی زبان میں اللہ کی آخری کتاب قرآن مجید فرقان حمید نازل ہوا جو قیامت تک کے لئے محفوظ و مصون رہے گا۔ وہ

[illegible]

سے ملا دیا جائے۔ امریکہ اور اس کے [illegible] اسرائیل کے لئے "اسلامی بم" [illegible] وہ عراق میں بیٹھے بیٹھے پاکستان میں تیار ہو [illegible]

موجودہ صورت حال کے بارے میں [illegible]

[illegible]

باقی صفحہ [illegible]

رسولِ اکرم ﷺ کی فوجی حکمتِ عملی

تحریر: انعام الحق ایڈووکیٹ * ترجمہ: راؤ توفیق احمد

...نظریہ کی عالمی کامیابی کے لئے دو پہلو بہت اہم ہوتے ہیں ایک کا تعلق زمانہ امن میں اس کی کامیابی سے ہے جب کہ دوسرے پہلو کا تعلق جنگ کے دوران اس کی کامیابی سے متعلق ہے۔ میرا پختہ یقین ہے کہ صرف اسلامی نظریہ ہی ایک ایسا نظریہ ہے جو زمانہ امن اور جنگ دونوں میں یکساں کامیابی کا دعویٰ کر سکتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ موجودہ ماڈرن دنیا میں کسی آئیڈیل اسلامی اسٹیٹ کے قیام کی سنجیدگی سے کوشش ہی نہیں کی گئی۔ تاہم اس جدید دنیا میں اسلام کے سماجی اور معاشی اصولوں کی بنیاد پر ایک یکتائے روزگار ترقی یافتہ سماجی ڈھانچہ تشکیل دیا جا سکتا ہے۔ اس بات سے تو انکار نہیں کیا جا سکتا کہ چند مسلم دانشور ایسے بھی ہیں جو اسلام کو قصہ پارینہ اور سوشلزم کو موجودہ دور کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کی یہ سوچ ان کے سطحی مطالعے اور علمی کم مائیگی پر دلالت کرتی ہے۔ اکثر اوقات مجھے اس بات پر تعجب ہوتا ہے کہ کیوں کوئی مسلم دانشور کمیونزم کی بات کرتا ہے۔ کمیونزم کا نظریہ ایک غیر طبقاتی سماج کو تخلیق کرنے کی وکالت کرتا ہے۔ جس میں کسی ریاست کا وجود نہیں ہوگا۔ کیوں کہ اشتراکی فلاسفروں کا خیال ہے کہ ریاست کسی بھی سرمایہ داروں کی طرح سے ایک لعنت ہے۔ لیکن ۸۰ سال گزر جانے کے باوجود بھی اشتراکی انقلاب روس میں غیر طبقاتی سماج کی جانب کوئی پیش رفت نہیں کر سکا۔ اس کے برعکس اشتراکی ممالک میں ریاست ہی سب کچھ ہے اور ریاستی اقتدار سب سے طاقتور شے ہے۔ اس نے انفرادی تحریر و تقریر کی آزادی اور انسانی ضمیر کو جکڑ کر رکھ دیا ہے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پھر ایسے نظریہ کا کیوں اتباع کیا جائے جو عملی طور پر انسان کے لئے کچھ حاصل نہیں کر سکا۔ خاص طور سے ہمارے جیسے ملک میں جو اسلام کے سماجی نظام کو نافذ کرنے کے لئے وجود میں آیا ہے۔ اس سوال کا جواب اس مقولہ میں مضمر ہے کہ "کامیابی سے بڑھ کر اور کوئی کامیابی نہیں۔" اشتراکی ریاستوں نے کسی نہ کسی طور پر اپنی قابل قیادت کی بدولت اقتصادی میدان میں مختصر عرصہ میں مغربی جمہوری ریاستوں کی نسبت خاصی کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اس لئے بادی النظر میں اشتراکی انقلاب اور اقتصادی کارنامے متاثر کرتے ہیں جب کہ مجھے یقین ہے کہ جمہوری نظام میں بھی عظیم اقتصادی کارنامے انجام دیئے جا سکتے ہیں جس کی نابندہ مثال مغربی جرمنی اور جاپان وغیرہ ہیں۔

ہم فوجی حکمت عملی پر بحث کر رہے تھے لیکن کچھ دیر کے لئے ہماری توجہ سول معاملات کی طرف چلی گئی تھی۔ تاہم ان کا ذکر ضروری تھا۔ کیوں کہ میں اس نکتے پر زور دینا چاہتا تھا کہ ہم نے زمانہ امن میں روس اور چین میں اشتراکی نظریہ کی کامیابی دیکھی ہے۔ تاہم ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ زمانہ جنگ میں اشتراکی نظریے نے کیا کامیابی حاصل کی یا کیا کر سکتا ہے؟ جہاں تک انسانی فطرت کا تعلق ہے۔ جنگ و جدل بھی انسانی زندگی کا ایک پہلو ہے۔ جب یہ شروع ہوتی ہے تو یہ اکثر ممالک میں سول حکومتوں کو بہا کر لے جاتی ہے۔

اس لحاظ سے دیکھا جائے تو کسی نظریہ کا جنگ سے بحسن خوبی عہدہ برآں ہونا زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ اس نکتہ نظر سے دیکھا جائے تو اشتراکی نظریہ کو اس انسانی پہلو کی کسوٹی پر پرکھا جانا ابھی باقی ہے۔ کیوں کہ اس نے ابھی تک جنگ کا اس طرح سامنا نہیں کیا جس طرح مسلمان اپنی پوری تاریخ میں کرتے رہے ہیں اور ابھی تک کر رہے ہیں۔ صرف ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ اشتراکی نظریہ جنگ کی بھٹی سے گزرا ہے اور وہ دوسری جنگ عظیم کی بات ہے۔

لہٰذا اب ہم دوسری جنگ عظیم میں اشتراکی نظریہ کی کارکردگی پر نظر ڈالتے ہیں۔ دوسری جنگ عظیم ستمبر ۱۹۳۹ء میں نازی جرمنی نے شروع کی تھی۔ جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اس وقت جرمنی ایک چھوٹا ملک تھا اور اس کی آبادی ہمارے مغربی پاکستان کی آبادی سے تقریباً مساوی تھی جب کہ کمیونسٹ روس اس سے ہر لحاظ سے پانچ گنا بڑا تھا۔ جرمنی دو محاذوں پر جنگ لڑ رہا تھا۔ جب کہ ایک محاذ پر بھی جنگ لڑنا آسان نہیں ہوتا۔ یہاں اس بات کا ذکر کرنا مناسب ہوگا کہ حضرت فاروق اعظمؓ ایک ایسے حکمران تھے جو بیک وقت دو محاذوں پر نہایت کامیابی سے جنگ کرتے رہے تھے۔ جرمنی نے اشتراکی روس پر حملہ کر کے ایک تیسرا محاذ کھول لیا۔ جرمنی کی طاقت کا جو تین محاذ پر جنگ کر رہا تھا۔ روس کی طاقت سے موازنہ نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ اشتراکی روس کو لینن اور اس کے بعد اسٹالن جیسے جینئس اور زیرک رہنما کی قیادت حاصل تھی لیکن جنگ کے نتیجہ میں کیا ہوا کہ آدھے سے زیادہ روس جرمن فوجوں کے زیر تسلط آ گیا اور جرمن فوجیں ماسکو کے دروازے پر دستک دینے لگیں۔ ماسکو کو کس چیز نے بچایا وہ اشتراکی نظریہ کی قوت اور وہاں کے لوگوں کی طاقت نہیں تھی۔ بلکہ ماسکو کا سرد ترین موسم تھا جو نپولین کی فوجوں کی بھی تباہی کا سبب بنا تھا اور دوسرے ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی زبردست فوجی اعانت تھی اگر ہم مزید اس وقت کے حقائق کا تجزیہ کریں تو ہمیں پتہ چلے گا کہ ہٹلر ۱۹۳۳ء میں برسر اقتدار آیا تھا۔ اور چھ سال بعد ۱۹۳۹ء میں اس نے جنگ عظیم چھیڑ دی۔ کمیونسٹ انقلاب روس میں ۱۹۲۱ء میں مکمل طور پر کامیاب ہو گیا تھا اور اپنے وقت کے دو عظیم لیڈروں لینن اور اسٹالن کی قیادت کے زیر سایہ پروان چڑھ رہا تھا۔ پھر کیوں کمیونسٹ روس کو امریکہ سے اتنی فوجی مدد لینا پڑی جب کہ جرمنی نے کسی اور ذرائع سے کوئی مدد نہیں لی تھی۔ میں آپ کو یقین دلا سکتا ہوں کہ وسائل اور آبادی کے لحاظ سے جرمنی اور روس میں کوئی موازنہ نہیں کیا جا سکتا تھا۔ اگر دوسرے درجے کا ملک بھی میدان میں نہ آتے تو آج کمیونسٹ روس دنیا کے نقشے پر نہ ہوتا۔

ایک تیسرا فیکٹر بھی ہے جس نے روس کو جرمنی کی یلغار سے محفوظ رکھا۔ اور وہ یہ تھا کہ ہٹلر نہیں جانتا تھا کہ پسپائی بھی بعض اوقات جنگی حکمت عملی کا ایک حصہ ہوتی ہے۔ جرمن جرنیلوں کو یقین تھا کہ اگر انہیں شدید سردی کے موسم میں دفاعی حکمت عملی اختیار کرنے کا

موقع پر جبکہ وہ روس کو شکست فاش دے سکتے تھے۔ انہوں نے ہٹلر کو یہی مشورہ دیا تھا۔ اسی شکست عملی کی ہی سے جرات طلب کی تھی۔ لیکن ہٹلر نے انہیں جھڑک دیا اور حکم دیا کہ جرمن فوجیں ماسکو پر حملے جاری رکھیں۔ یہ بات میں ہٹلر کے حکم ناموں (۱۹۳۹ء تا ۱۹۴۵ء از ایچ۔ آر۔ ٹریور۔ روپر حکم نامہ نمبر ۳۹ صفحہ ۱۵۵) کے حوالہ سے سپرد قلم کر رہا ہوں۔

نومبر ۱۹۴۱ء میں بھی ہٹلر اپنے جرنلوں کو یہی حکم دے رہا تھا کہ سال کے خاتمہ تک جرمن فوجوں کو ماسکو پر قبضہ کر لینا چاہیے جب کہ ابھی تک جرمن فوجیں لینن گراڈ پر بھی قبضہ نہیں کر سکی تھیں۔ شدید ترین سردی کے باوجود ہٹلر کے حکم پر عمل کیا گیا۔ ۲ دسمبر کو حملہ کیا گیا جو ناکام رہا۔

جس امر پر میں زور دینا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اشتراکی نظریہ اصل جنگ کی کسوٹی پر آکر بری طرح فیل ہوا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اشتراکی نظام کے تحت ہر شے حکومت کے زیر تسلط چلی جاتی ہے۔ اور نتیجہ کے طور پر یہ نظریہ فرد میں ذاتی جذبہ پیدا کرنے میں ناکام رہتا ہے اور فی الحقیقت ان کی داخلی قوت کو سلب کر لیتا ہے۔ روسی اشتراکی حکومت کی مشینری کے پرزے بن کر رہ گئے اور اعلیٰ انسانی صفات سے محروم ہو گئے۔ یہی وجہ ہے کہ دوران جنگ روسی آمر کو بڑے مسائل کا سامنا کرنا پڑا۔ لوگوں کا اندرونی جذبہ سرد ہو گیا اور ان میں لڑنے کا جذبہ نہ رہا۔ دوسری جنگ عظیم کے دوران اسٹالن کو مجبوراً روس میں مذہبی آزادی دینا پڑی۔ ایک ایسے نظام میں جس کی بنیاد ہی مذہب اور خدا کے تصور سے متصادم تھی۔ مذہبی آزادی اس کے بنیادی اصولوں سے انحراف کئے بغیر نہیں دی جا سکتی تھی۔ جب کہ کوئی بھی حقیقی نظریہ کبھی اپنے بنیادی اصولوں سے انحراف نہیں کرتا۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ اس نے اپنے بنیادی اصولوں کی ناکامی کا اعتراف کر لیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ جنگ کے دوران روسی حکومت نے عیسائی پادریوں سے کہا تھا کہ وہ لوگوں میں جنگ کرنے کا جذبہ پیدا کریں۔

اس موضوع پر کی گئی تحقیق بھی [illegible] اسٹالن پر اسٹالن کی سیاسی سوانح عمری [illegible] آکسفورڈ یونیورسٹی پریس [illegible] سے ایک [illegible] کی [illegible] ہے گی۔ اس کتاب کے [illegible] مصنف روسی عوام کی کیفیت اور نفسیاتی حالت کا ذکر کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ دوسری جنگ عظیم میں روسی عوام بری طرح سے شکست و ریخت سے دوچار ہوئے تھے۔ وہ مزید لکھتا ہے کہ اس وقت قوم کو کسی ایسے نظریہ اور نعرے کی ضرورت تھی جو ان کے دلوں میں جرات و حوصلہ کی جوت جگا سکے۔ مصنف کے مطابق اسٹالن نے خود اس امر کا اعتراف کیا تھا کہ جنگ نے ان اصولوں اور نظریات کو جو روسیوں کو دیئے گئے تھے حق بجانب ثابت کرنے کے لئے ایک سخت امتحان میں ڈال دیا تھا (صفحہ ۴۸۵، ۳۸۷) (جاری ہے)

بیت المقدس کی آزادی کی خاطر
صدام حسین کا ساتھ دیا جائے

بیت المقدس کی آزادی کے لئے عراق کی حمایت میں جو آزادی القدس کی جنگ لڑ رہا ہے بروقت اعلان کر کے اور ہزاروں رضاکار بھرتی کر کے انہیں عراق بھیجنے کا جو بندوبست جمعیت علماء پاکستان کے مرکزی صدر مولانا شاہ احمد نورانی نے کیا ہے۔ پاکستانی قوم اس جذبے کو خوب سراہا رہی ہے۔ دو لاکھ افراد نے ملک بھر سے جذبہ جہاد کے تحت عراق جانے کا اعلان کیا ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ عراق جانے کے لئے مولانا شاہ احمد نورانی نے ایرانی حکومت سے بھی رابطہ قائم کر لیا ہے۔

عراق کے عوام آج فلسطین کی آزادی اور بیت المقدس کو یہودیوں کے قبضہ سے آزاد کرانے کی جنگ لڑ رہے ہیں۔ لیکن صد افسوس کہ امریکی فوجوں کے ساتھ ساتھ متعدد مسلم حکومتیں بھی ان کا ساتھ دے رہی ہیں اور عراق کے خلاف برسرپیکار ہیں۔ اتحادی فوجیں ۱۷ جنوری سے عراق پر حملہ کر کے جنگ کا آغاز کر چکی ہیں۔

عراق جس کی پاک سرزمین پر انبیاء اولیاء شہداء کربلا، شیر خدا حضرت علیؓ کے علاوہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور حضرت غوث الاعظم شیخ عبدالقادر جیلانی بغدادیؒ کے مزارات مقدسہ ہیں اس پر خلیجی جنگ میں اتحادی فوجوں کی ظالمانہ بمباری کی شدید مذمت تمام دنیا کے مسلمان کر رہے ہیں۔ پورے عالم اسلام میں عراق پر امریکہ اور ان کے اتحادیوں کی طرف سے حملہ کے خلاف زبردست مظاہرے کئے جا رہے ہیں۔

مسلمانوں کے لئے انتہائی لمحہ فکریہ ہے کہ سعودی عرب میں جہاں شہنشاہ مدینہ سید المرسلین حضرت محمد مصطفیٰ کا روضہ اقدس اور خانہ کعبہ شریف موجود ہے۔ جہاں کسی بھی یہودی کافر نصرانی کے داخلہ پر پابندی ہے۔ آج وہ مسلمانوں کے ان مقدس مقامات کی سعودی حکومت کی دعوت پر نگہبانی کے لئے پہنچ چکے ہیں۔ حالانکہ کفار کبھی بھی مسلمانوں کے خیر خواہ نہیں بن سکتے۔ سعودی حکومت نے آج امریکی یہودی فوج کو یہاں بلا کر مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے جو بہانا بنایا ہے پورے عالم اسلام کے مسلمانوں میں اس سے غم و غصہ کی لہر دوڑ گئی۔ اور وہ اس برے فعل کی شدید الفاظ میں مذمت کر رہے ہیں اور اس اقدام کو اسلام کے منافی قرار دے رہے ہیں۔ دنیا بھر کی مسلم قوم یہ مطالبہ کر رہی ہے کہ اگر ضروری تھا تو وہاں یہودی امریکی فوج کی بجائے اسلامی ممالک کی فوج تعینات کی جاتی۔ یہ الزام سراسر غلط اور بے بنیاد ہے کہ عراق سعودی عرب کے مقدس مقامات کو نشانہ بنانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ جس کی وہ بارہا مرتبہ تردید بھی کر چکا ہے۔ اور ان مقدس مقامات کے تقدس کو صدر صدام حسین بخوبی جانتے ہیں۔

مسلمانوں کے لئے انتہائی لمحہ فکریہ یہ ہے کہ سعودی عرب میں جہاں سید المرسلینؐ کے یوم ولادت کے موقع پر میلاد شریف منانے پر تو پابندی عائد ہے لیکن ۲۵ دسمبر کو عیسائیوں کا کرسمس ڈے منایا گیا اور اس جشن میں ہزاروں ٹن خنزیر کا گوشت تقسیم کیا گیا اور شراب کا دور دورہ ہوا۔ مسلمانوں کا مطالبہ ہے کہ سعودی عرب کی پاک سرزمین سے جہاں اسلام میں کفار کے رہنے پر پابندی ہے۔ انہیں فی الفور نکالا جائے۔ اور فلسطین کے عوام جنہیں بے گھر چھوڑ دیا گیا تھا اور بیت

باقی صفحہ ۴۹ پر

اسرائیل کو اتنا مضبوط کر دیا گیا ہے کہ ماتھے آنکھ پر گزارا کرنے والی یہ حکومتیں اسکی ہوا کی طرف بھی نہیں دیکھ سکتیں۔ حیرت ہے کہ ہمارے بہت سے مقتدر، گرامی قدر لوگ اصول کی بات کرتے ہیں اور معتدد ڈلوں میں لیڈروں سے ملتے ہیں اور انہیں اپنے خود ساختہ اصولوں پر قائل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ (باتیں تو خدا جانے کیا کیا ہوتی ہونگی مگر پونے آٹھ بجے رات کو یہی اعلان ہوتا ہے کہ انہوں نے ہمارے موقف کی تائید کی ہے) کیونکہ ایسا کرنا ایک جمہوری ملک کا جمہوری طریقہ ہے۔ اور شاید یہ بااصول لوگ جنہیں اصول کی ہوا بھی نہیں لگی اس اصول کو بھی نہیں سمجھتے۔ سعودیہ، کویت وغیرہ میں بادشاہت ہے وہاں تو سب کچھ درست ہے اور اگر کسی اور ملک میں شبہ بھی پڑ جائے کہ جمہوریت کے خلاف بات ہوئی تو امریکی تھانیدار کی ایسی ڈانٹ ڈپٹ شروع ہو جاتی ہے کہ کوئی باعزت قوم اسے برداشت نہیں کر سکتی۔ یہی وجہ ہے کہ امداد بند ہونے پر ہمارے باعزت وزیر اعظم صاحب نے پرانا کشکول گدائی توڑ ڈالا ہے اور اب تمام وزراء کشکول گدائی کی ساخت پر غور کر رہے ہیں۔

اور اب ذرا ایک خبر اور

○ ...... حمیدالدین سیالوی نے صدام حسین کی حمایت میں سینٹ اور مسلم لیگ سے استعفیٰ دے دیا

○ ...... اندرونی اور بیرونی اور ناقص حکمت عملی ملک وقوم کے مفاد میں نہیں

○ ...... حکومت کی دوغلی پالیسی نے مجھے انتہائی اقدام پر مجبور کیا

○ ...... شریعت کے لئے کچھ نہیں کیا جارہا۔ عبدالستار نیازی کو دھوکہ دیا جارہا ہے (روزنامہ پاکستان لاہور ۲۵ جنوری)

حضرت سیالوی صاحب نے جو فرمایا ہے اگر اسکے مضمرات پر غور کیا جائے تو ہمارے حکمرانوں کی دوغلی پالیسی واضح ہو جاتی ہے بلکہ سیالوی صاحب نے ایک بات اور بھی فرمائی ہے کہ "انتخاب ۱۹۹۱ء میں ہونگے اندازہ لگانا مشکل نہیں" اس مشکل کو تو خواجہ سیالوی صاحب ہی حل کر سکتے ہیں۔ البتہ "عبدالستار نیازی کو دھوکہ دیا جارہا ہے" نہایت واضح ہے۔ جب تک ملک میں دوہرا قانون اور دوغلی پالیسی رہے گی شریعت کا نفاذ ممکن نہیں البتہ ہم حضرت نیازی صاحب سے ضرور عرض کریں گے کہ

زمانہ جنگ کا ہے مرد غازی کی ضرورت ہے
یہ آپ اکثر اپنے خطابات میں فرمایا کرتے تھے
ہم خاک نشینوں کی ٹھوکر میں زمانہ ہے

ہمیں اس ٹھوکر کا انتظار ہے کہ کب آپ کرسی وزارت سے اتر کر اپنی مضبوط ٹھوکر سے یہود و نصاریٰ کو الٹ کر دور پھینک دیں گے اور حقیقی مجاہد کا کردار ادا کریں گے۔ بقول آپ کے (...... سستی شہرت لے رہے ہیں) خدارا آپ حقیقی شہرت حاصل کریں فائلیں بغل میں دبا کر وزرا کے آستانوں پر پھرنا خود آپ کے مزاج کے خلاف ہے۔ اللہ کا نام لے کر آپ بھی وہی کچھ کر ڈالیں جو حضرت سیالوی صاحب نے یہ کہہ کر "صدام کی حمایت میں......" کر ڈالا

○

کربلائے معلّٰی پر امریکی جہازوں کی زبردست بمباری

سامرہ، نجف اشرف اور کربلائے معلٰی پر امریکی، برطانوی اور سعودیہ عربیہ کے جنگی طیاروں کی بمباری کے بعد ان ابو جہلوں کے چہروں پر پڑے ہوئے نقاب الٹ گئے ہیں۔ جو یہ کہتے تھے کہ امریکی فوجیں خلیج میں ان کی حفاظت کے لئے آئی ہیں نہ کہ ان کے علاقوں کو عراق کے خلاف جارحانہ کارروائی کے لئے استعمال کرنے کے لئے۔

ابھی کوئی صحیح اندازہ نہیں ہے کہ ان مقامات مقدسہ میں اصحاب رسولؐ اور آل رسولؐ کے روضوں اور آخری آرام گاہوں کو کتنا نقصان پہنچا ہے لیکن جنگ کے پہلے دن ہی چند گھنٹوں میں ایک ہزار جنگی طیاروں نے ان مقامات مقدسہ پر ۱۸ ہزار ٹن بارودی گولے اور میزائل برسائے تھے جن کی تخریبی قوت اتنی ہی تھی جتنی کہ ناگاساکی پر گرائے گئے ایک ایٹم بم کی تھی اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ ان حالات میں پوری دنیا کے مسلمانوں کا اضطراب اپنی جگہ پر حق بجانب ہے۔ ان مقامات مقدسہ کی تباہی کے خدشہ نے صرف مسلمانوں ہی کو بے چین نہیں کیا ہے بلکہ برطانیہ کے آرک بشپ کینٹربری نے بھی اپنے ملک کے وزیر اعظم سے ملاقات کر کے ان سے یہ مطالبہ کیا ہے کہ مسلمانوں کے تمام مقامات مقدسہ کو بچایا جائے۔ امریکہ، برطانیہ اور سعودی عرب کے سینکڑوں بمبار طیاروں نے سامرہ، نجف اشرف اور کربلائے معلٰی پر جو حملے کئے ہیں ان کا مقصد عراق کی نیوکلیر اور میزائل تنصیبات اور کیمیکل پلانٹ کو تباہ کرنا بتایا گیا ہے۔ لیکن دنیا بھر کے مسلمان اسے اسلامی آثار پر حملے سے تعبیر کر رہے ہیں۔

آل رسولؐ اور اصحاب رسولؐ کے مزارات پر بمباری کے نتیجے میں ایران کی مداخلت کے امکانات روشن ہوگئے ہیں۔ جس کی مجلس (پارلیمنٹ) نے ۱۷ جنوری کو تمام صورت حال کا بند کمرے میں جائزہ لیا ہے۔ ایران یقینی طور پر سامرہ میں امام جعفر صادقؓ کے مزار، نجف اشرف میں حضرت علیؓ کے مزار اور کربلائے معلٰی میں حضرت امام حسینؓ ان کے بھائیوں، بھتیجوں، بیٹوں اور انصار کے مزارات اور قبور کی حفاظت کی گارنٹی چاہے گا جنہیں لگ بھگ ساڑھے تیرہ سو سال قبل کی ملوکیت کی آندھی اور طوفان بن کر یزیدی افواج نے تین دن تک بھوکا اور پیاسا رکھ کر نہایت بے دردی اور بے رحمی سے شہید کر دیا تھا۔ یہ مزارات تمام مسلمانوں کی عقیدت اور محبت کا مرکز ہیں اور کروڑوں مسلمان ان کی حفاظت کے لئے اپنے جان و مال کی قربانی دینے کے لئے ہمہ وقت تیار ہیں۔

پناہ گاہ

سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ لاکھوں عراقی باشندوں نے اپنے بیوی بچوں کے ساتھ نجف اور کربلا میں پناہ لی ہے۔ عراق کے مختلف حصوں سے ہزاروں لاکھوں افراد کئی دن پہلے سے نجف و کربلا پہنچ رہے تھے۔ ان عقیدت مندوں کو یقین ہے کہ ان مقدس مقامات پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ان بزرگوں کی محبت سے انہیں جنگ اور آسمان سے گرنے والے بموں سے تحفظ ملے گا۔ مگر اب نہیں کہا جاسکتا کہ یہاں کیا صورتحال پیدا ہوئی ہے۔ کیونکہ عراق کا کیمیائی ہتھیار بنانے والا کارخانہ بالکل کربلا کے قریب ہے۔ امریکہ نے اس کارخانے پر بمباری کی ہے۔ یہ بھی خطرہ ہے کہ اس کارخانے کی تباہی سے زہریلی گیس اطراف میں پھیل جائیں گی۔ اس وقت بغداد میں چند غیر ملکی صحافی ہیں جو اپنے ہوٹلوں سے باہر نہیں نکل پارہے ہیں اس لئے کوئی خبر نہیں ہے کہ کربلا و نجف میں کیا حالات ہیں۔ البتہ وہاں بمباری کی اطلاعات ہیں۔

اکیسویں صدی کی پہلی جدید جنگ

جو کمپیوٹر اور لیسرز کی مدد سے لڑی جا رہی ہے

عراق کی فضاؤں میں آج انسانی تاریخ کی جدید ترین جنگ لڑی جا رہی ہے۔ اگر پہلی اور دوسری جنگ عظیم بیسویں صدی کی جنگیں تھیں تو یہ تیسری عالمی جنگ اکیسویں صدی کی جنگ ہے۔ اس جنگ میں پہلی بار وہ جدید ترین الیکٹرانک کمپیوٹر اور لیزر گائیڈڈ ہتھیار استعمال کئے جا رہے ہیں جو پچھلے چالیس برس میں امریکہ اور اس کے مغربی اتحادیوں نے مل کر روس کی تباہی کے لئے تیار کئے تھے۔ عراق جیسے چھوٹے سے ملک پر ۱۳۰۰ سے زائد جدید ترین جہاز مسلسل بمباری کر رہے ہیں۔ اور چند دن میں عراق اور کویت میں موجود عراقی فوجوں پر اتنے بم گرا چکے ہیں جتنے کہ پوری دوسری جنگ عظیم میں نہیں گرائے گئے۔ ان بموں کی طاقت ہیروشیما اور ناگاساکی پر گرائے جانے والے کئی ایٹم بموں کے برابر ہے۔ اس جنگ میں اگر کامیابی ہے تو امریکی و برطانوی ہوائی حملہ آور فوجوں کی نہیں بلکہ جدید ٹیکنالوجی کی جو لاشوں کے ڈھیر لگانے میں مہارت رکھتی ہے۔ اپنے تمام تر جدید ہتھیاروں کے باوجود جنگ میں اب تک امریکہ وہ کامیابی حاصل نہیں کر سکا جس کی اسے امید تھی۔ امریکی ماہرین کا ارادہ تھا کہ جنگ کی پہلی دو راتوں میں عراق کے ایٹمی فوجی ٹھکانوں، ہوائی اڈوں، میزائل کے اڈوں، مواصلاتی مراکز، کیمیائی و جراثیمی ہتھیار بنانے کے کارخانوں پر حملے کر کے انہیں مکمل طور پر برباد کر دیا جائے گا اور پھر ایک ساتھ زمینی و فضائی حملے کر کے عراق کے لاکھوں فوج کا صفایا کر دیا جائے گا۔ بری حملے کئے جائیں گے جن میں بغیر فضائی چھتری کے یہ فوج امریکی ہوابازوں کا آسان نشانہ ہو گی۔ مگر انسانی تاریخ کی جدید ترین بمباری کے باوجود امریکہ اور اس کے اتحادی ممالک اپنے مقصد میں دو ہفتے سے بھی زیادہ کامیابی حاصل نہیں کر سکے۔

آیئے جائزہ لیں کہ اتحادی ممالک اس فضائی حملوں میں کس قسم کے جدید ترین ہوائی جہازوں، میزائلوں، بجلی کی چھڑیوں وغیرہ کا استعمال کر رہے ہیں۔

اس جنگ میں پہلی بار جدید ترین لڑاکا جہاز ایف۔۱۱۷ استعمال ہوا ہے۔ کالے رنگ کا چمگادڑ کی شکل کا یہ جہاز راڈاروں کی پکڑ میں نہیں آتا۔ اس کا استعمال امریکہ نے بنیادی طور پر عراق کے راڈاروں اور ہوائی دفاع کے مراکز کو تباہ کرنے کے لئے کیا ہے۔ اس جدید ترین جہاز کا توڑ دنیا میں کسی ملک کے پاس نہیں ہے۔

جدید ترین ہتھیاروں کے
باوجود امریکہ
کامیابی حاصل نہیں کر سکا

امریکہ کا ایف۔۱۵ ایگل جہاز دشمن کے جہاز کو ۸۰ میل دور سے دیکھ لیتا ہے اور ۴۰ میل دور سے اس پر میزائل مار کر اسے ختم کر دیتا ہے۔ ایف۔۱۶ نے عراق میں بہت تباہی مچائی ہے۔ اس کا کمال یہ ہے کہ یہ لڑاکا بھی ہے اور دشمن جہازوں پر کامیاب حملے کرتا ہے اور بمبار بھی۔ امریکی بحری جہازوں پر سے اڑنے والے ٹام کیٹ ایف۔۱۴ جہازوں پر لیزر گائیڈڈ میزائل لگے ہوئے ہیں ان جہازوں نے بغداد میں نشانے لگا کر عراقی مواصلاتی مراکز کو تباہ کیا ہے۔

ٹورنیڈو..... عراقی فضائیہ اور ہوائی اڈوں پر سب سے زیادہ تباہی ان برطانوی ٹورنیڈو جہازوں نے مچائی ہے جو ایک خاص قسم کے بم سے لیس ہیں۔ ہوائی پٹی پر گرنے کے بعد یہ بم دو دو منٹ کے وقفوں میں پھٹ جاتا ہے۔ کچھ بم فوراً پھٹ کر ہوائی پٹی میں گڑھے بنا دیتے ہیں اور کچھ ٹائم بم کی طرح پڑے رہتے ہیں اور کسی بھی چیز کے ٹکرانے سے پھٹ جاتے ہیں۔ اس طرح صرف ایک حملے میں ٹورنیڈو جہاز ایک ہوائی پٹی کو ناکام بنا دیتے ہیں۔ ان ٹورنیڈو جہازوں کی بمباری نے بیشتر عراقی ہوائی اڈوں کو بالکل ناکارہ بنا دیا ہے جس کی وجہ سے عراقی فضائیہ بے دست و پا ہو گئی ہے۔ پھر بھی عراق ۶۔ ۷ ٹورنیڈو جہازوں کو زمین بوس کرنے میں کامیاب ہوا ہے۔

ایف ۱۱۱ طیاروں نے بہت کامیابی سے عراق کے راڈاروں کو جام کر دیا۔ جس کی وجہ سے عراقی اینٹی ایئر کرافٹ گن اتحادی ہوائی جہازوں کے خلاف بہت زیادہ کامیاب ثابت نہیں ہوئیں۔

امریکہ کے کوبرا ہیلی کاپٹر بھی عراقی ٹینکوں کے لئے تباہ کن ثابت ہوں گے۔ ان ہیلی کاپٹروں میں لیزر گائیڈڈ میزائل لگے ہوئے ہیں جو ٹھیک نشانہ لگا کر ٹینکوں کو کسی انڈے کی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے ہیں۔ یہ میزائل روسی ٹینکوں کے چیتھڑے اڑانے کے لئے تیار کئے گئے تھے مگر اب عراق کے ٹینکوں کے خلاف استعمال ہوں گے۔

بی۔ ۵۲ امریکہ کا سب سے پرانا بمبار ہے جو ایک ساتھ کئی ہزار ٹن بم لے کر تباہی و بربادی کی چادر پھیلاتا چلا جاتا ہے۔ عراق میں بغداد، بصرہ، سمرہ، موصل، کرکوک، نجف، کربلا اور دوسرے کئی شہروں میں ہزاروں افراد کی موت کا ذمہ دار یہ بوڑھا بی۔ ۵۲ بمبار جہاز ہے جو اپنے بڑے بڑے پروں کے ساتھ کسی گدھ کی طرح موت بن کر آبادیوں پر چھا جاتا ہے۔

مُلتان سراپا احتجاج بن گیا!

رپورٹ : ارشد اقبال قریشی

امریکہ اور اسکے اتحادی ملکوں کی طرف سے عراق پر حملہ اور وحشیانہ جارحیت کے خلاف احتجاج اور عراقی عوام سے اظہار یکجہتی کے لئے جمعیت علماء پاکستان کی اپیل پر ۲۰ جنوری کو ملتان میں مکمل ہڑتال کی گئی تمام کاروباری ادارے، تجارتی مراکز دکانیں شاپنگ سینٹرز مکمل طور پر بند رہے اور کاروبار زندگی مفلوج ہو کر رہ گیا صبح سے ہی مختلف سیاسی جماعتوں اور تنظیموں کے زیر اہتمام جلوس نکلنا شروع ہو گئے تھے اور جلوس کے شرکاء جنہوں نے اپنے ہاتھوں میں عراق کے صدر اسلام کے عظیم مجاہد صدام حسین کی بڑی بڑی تصاویر کے علاوہ قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کی تصویریں عراق و جمعیت علماء پاکستان کے پرچم اٹھائے ہوئے چوک گھنٹہ گھر پہنچنا شروع کر دیا تھا پورے شہر میں زبردست جوش و خروش کی ایسی فضا تھی کہ نوجوانوں اور معمر افراد کے علاوہ کم عمر بچے بھی محلوں اور گلیوں سے جلوس بنا کر چوک گھنٹہ گھر پہنچے جہاں جمعیت علماء پاکستان کی جانب سے "جہاد ریلی" کا اہتمام کیا گیا تھا جس میں ۲۰ ہزار سے زائد افراد نے شرکت کی پورا علاقہ صدر صدام حسین سپرمین سپرمین کے پر جوش نعروں سے گونج رہا تھا اور شہر کے تمام چوکوں شاہراؤں اور مرکزی چوکوں پر قبضہ کر رکھا تھا اور ان مقامات پر مختلف رکاوٹیں کھڑی کر کے ہزاروں کی تعداد میں ٹائر جلا کر ٹریفک بلاک کر رکھی تھی اور امریکی جارحیت کے خلاف پورا شہر سراپا احتجاج بن چکا تھا شہر ٹائر جلانے کے باعث آگ اور دھوئیں کی لپیٹ میں آ چکا تھا اور دھوئیں کے بادل کسی جنگ سے متاثرہ علاقے کا منظر پیش کر رہے تھے اور امریکی صدر جارج بش کے ۱۰ سے زائد پتلے [illegible] "جہاد ریلی" میں شرکت کے سبب [illegible]

عظیم الشان ریلی میں ۵۰ سے زائد جلوس شامل ہوئے ریلی کا آغاز تلاوت کلام پاک سے چوک گھنٹہ گھر میں ہوا جبکہ اختتام چوک ڈیرہ اڈا پر ہوا دونوں مقامات پر مقررین نے تقاریر کیں اور شرکاء نے نعرہ تکبیر، رسالت کے علاوہ۔ صدام کا شکر اللہ اکبر۔ صدام نورانی بھائی بھائی امریکہ تیری شامت آئی۔ یہودی امریکی ہوئے ناکام بنے نورانی جتے صدام۔ کون کرے گا اسلام کا کام صدر صدام صدر صدام۔ اسرائیل پر ایٹم بم گراؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ قدم بڑھاؤ صدام حسین ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ صدام بچالے اے مولا۔ اسلام بچالے اے مولا کے فلک شگاف نعرے فضاؤں میں گونجتے رہے اور ایک بہت بڑے جلوس کی قیادت کرتے ہوئے رکن قومی اسمبلی صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی۔ صاحبزادہ بہاؤالدین قاری محمد میاں نقشبندی چوک گھنٹہ گھر سے چوک قوال شہر کے راستے چوک ڈیرہ اڈا پہنچے۔

جمعیت علماء پاکستان کی پارلیمانی پارٹی کے قائد صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی نے اپنے خطاب میں کہا کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے واضح ہدایت کی ہے کہ ایمان والو یہودیوں اور عیسائیوں کو اپنا دوست اور مددگار بنایا تو گویا تم نے خود کو انکا مددگار بنا لیا مگر اس واضح حکم کے باوجود حکومت پاکستان کا عراق کے خلاف فریق بننا غلط ہے آج کی یہ "جہاد ریلی" اور ملتان کے عوام کی طرف سے مکمل ہڑتال اس بات کا ثبوت ہے کہ ملتان کے عوام ہی نہیں بلکہ پورے ملک کے عوام صدر صدام حسین کے ساتھ ہیں انہوں نے کہا کہ "جہاد ریلی" اور مکمل ہڑتال امریکہ اور اسرائیل کے خلاف ریفرنڈم ہے اور یہ کہ حکومت کی پالیسی عوام کے خلاف ہے جس کی وجہ سے عوام کے جذبات حکومت کے خلاف مشتعل ہو رہے ہیں انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت اسلام اور شریعت کے نعرے کے سہارے بر سر اقتدار آئی ہے لیکن اگر اس نے امریکی اور اسرائیلی مفاد کے مطابق موجودہ پالیسی تبدیل نہ کی تو یہی عوام جنہوں نے حکومت کو اسلام کے نام پر ووٹ دیئے تھے وزیر اعظم نواز شریف سے اقتدار چھین سکتے ہیں انہوں نے عراقی پریس اتاشی کو ملک بدر کرنے پر شدید تنقید کرتے ہوئے کہا کہ یہ سب کچھ امریکہ کے کہنے پر کیا گیا انہوں نے اس الزام کی سخت مذمت کی کہ کرائے کے فوجی بھرتی کئے جا رہے ہیں انہوں نے کہا کہ کرائے کا فوجی گولہ بارود کے اس طوفان کے درمیان نہیں جایا کرتا اور کوئی غیرت مند مسلمان محض دولت کے لئے اسلام دشمنوں کی حمایت نہیں کر سکتا۔

انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت اس امر کی تحقیقات کر رہی ہے کہ عوام سڑکوں پر کیوں اتر آئے ہیں اور صدر صدام حسین کے حق میں جلسے جلوس اور پروپیگنڈہ کون کر رہا ہے انہوں نے کہا کہ جس حکومت کو عوام کے جذبات سے آگاہی حاصل نہ ہو اسے حکومت کرنے کا کوئی حق نہیں۔ صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی نے ریڈیو اور ٹیلی ویژن پر کڑی تنقید کی اور کہا کہ عوام سرحد پار بلکہ ہندوؤں کی خبروں کو بھی اہمیت دینے پر مجبور ہو گئے ہیں انہوں نے مزید کہا کہ صدر صدام حسین پر یہ الزام کہ انہوں نے کشمیریوں کا ساتھ نہیں دیا مضحکہ خیز ہے خود حکومت پاکستان مسئلہ کشمیر جس کا اپنا مسئلہ ہے نے بھی کشمیریوں کا کتنا ساتھ دیا ہے صدر صدام حسین مسلمانوں کی غیرت جذبہ حریت کا نام ہے انہوں نے قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کو بھی [illegible] خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ علامہ شاہ احمد نورانی نے جو [illegible] صدر صدام [illegible]

حسین کو صلاح الدین ایوبی کا خطاب دیا تھا اور یہ حقیقت اب روز روشن کی طرح عیاں ہو چکی ہے علامہ شاہ احمد نورانی حق و صداقت کے عظیم پیکر ہیں۔

جمعیت علماء پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کے رکن صاحب زادہ قاری محمد میاں نقشبندی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ موجودہ حکومت پروپیگنڈہ کر رہی ہے کہ اس کی پالیسی اصولوں پر مبنی ہے لیکن عوام سمجھنے سے قاصر ہیں کہ وہ کونسی اصولی پالیسی ہے جس کے تحت پاکستان امریکہ اور اسرائیل کی حمایت کر رہا ہے انہوں نے کہا کہ دراصل حکومت نے امریکہ کی زیر قیادت سعودی عرب میں پاکستانی فوج بھیج کر صیہونیت اور یہودی نواز حکومت ہونے کا ثبوت دیا ہے انہوں نے کہا کہ حکومت پاکستان نے امریکہ کے ٹی وی چینل سی این این کو پاکستان میں نشریات شروع کرنے کی اجازت دیکر امریکہ نواز ہونے کا بہت بڑا ثبوت دیا ہے انہوں نے کہا کہ یہ نشریات پاکستان کے عوام کے ذہن کو مسموم کرنے کی سازش ہے اور عوام کا ذہن اور پاکستانی ثقافت و معاشرت کو تبدیل کرنے کے مترادف ہے انہوں نے کہا کہ آج کی "جہاد ریلی" کے ذریعے ہم حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ سی این این کی نشریات کی پاکستان میں اجازت کو فوری طور پر منسوخ کیا جائے ریڈیو پاکستان اور پاکستان ٹیلی وژن کی نشریات میں امریکی ذرائع ابلاغ کی تقلید کی جائے حقیقت پسندانہ رویہ اختیار کیا جائے پاکستانی ریڈیو ٹیلی وژن سے فلمی گانے اور گیت نشر اور ٹیلی کاسٹ کرنے کی بجائے جنگی اور ملی ترانے اور نغمے پیش کئے جائیں بصورت دیگر ریڈیو ٹی وی کے خلاف بھی مظاہرہ کیا جائیگا جمعیت علماء پاکستان کے صوبائی نائب صدر ڈاکٹر محمد بدر قریشی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حکومت کی خود انحصاری کی پالیسی محض کھوکھلا نعرہ ہے جبکہ وہ امریکہ کو خوش کرنے کی خاطر عراق کے خلاف پالیسی کو اپنا رہی ہے اور امریکہ کی خوشنودی کے لئے صدر صدام حسین کی تصویروں کی چھپائی اور فروخت پر پابندی لگا دی ہے جبکہ انڈیا کے اداکاروں اور اداکاراؤں کی بوس و کنار، عریاں تصاویر سرعام فروخت ہوتی ہیں ایک اسلامی حکومت میں ان پر کوئی پابندی نہیں جبکہ عالم اسلام کے عظیم ہیرو کی تصاویر پر پابندی سمجھ سے بالاتر ہے اور امریکہ کے خلاف بینر اور پوسٹرز کو اتارنے کی ہدایت کر دی ہے انہوں نے کہا کہ اگر حکومت اپنی ان ناپاک حرکتوں سے باز نہ آئی تو عوام کا سیلاب اس حکومت کا نام و نشان مٹا دے گا۔ اور موجودہ دور میں مولانا شاہ احمد نورانی نے جو اہم کردار ادا کیا ہے وہ تاریخ میں سنہری حروف سے رقم ہو گا۔

جمعیت علماء پاکستان ملتان کے صدر صاحب زادہ احمد میاں خان نے کہا کہ پاکستان کے وزیر خارجہ سی آئی اے کے ایجنٹ کا کردار ادا کر رہے ہیں اور امریکہ کو یقین دہانی کرا رہے ہیں کہ پاکستان میں ایک معمولی اقلیت امریکہ کے خلاف مظاہرے کر رہی ہے جبکہ پاکستان کے محلوں و بازاروں میں لاکھوں افراد گروہ در گروہ عراق کی حمایت میں صدر صدام حسین کی تصویریں اٹھائے ہوئے ہیں امریکہ کی مخالفت میں صدر بش کے بڑے بڑے پتلے اٹھائے ہمارے وزیر خارجہ کو نظر نہیں آئے انہوں نے کہا کہ وزیر خارجہ سی آئی اے کی حمایت حاصل ہونے کی وجہ سے برسابرس سے مختلف حکومتوں میں مسلسل وزیر خارجہ چلے آ رہے ہیں وہ امریکہ کے حق میں بیانات دیکر حق نمک ادا کر رہے ہیں۔

مرکزی انجمن تاجران ملتان کے صدر طارق محمود ملک نے اپنے خطاب میں عالم اسلام پر زور دیا کہ صدام حسین کے حق میں متحد ہو جائیں انہوں نے کہا کہ صدر صدام حسین نے امریکیوں اور یہودیوں کو للکارا ہے اسلئے ان کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے طاغوتی طاقتوں کو نیست و نابود کر دیں انہوں نے مطالبہ کیا کہ پاکستانی فوجیں سعودی عرب سے واپس بلائی جائیں اور پاکستانی وزیر اعظم اور وزیر خارجہ فوری طور پر مستعفی ہو جائیں کیونکہ پاکستان کی خارجہ پالیسی عوام کی امنگوں کی ترجمان نہیں ہے بلکہ امریکہ کی ہے۔ عظیم الشان "جہاد ریلی" کے دوران میونسپل کونسلر محمد سلیم بلوچ نے موجودہ حکومت کی عراق دشمن پالیسی کے خلاف اور امریکی و یہودی پالیسی کی حمایت کے سبب صاحب زادہ سید حامد سعید کاظمی کو اپنا استعفیٰ پیش کیا شرکاء نے اس فیصلے کا تالیوں کیساتھ خیر مقدم کیا

"جہاد ریلی" سے خطاب کرنے والوں میں مدرسہ انوار العلوم ملتان کے شیخ الحدیث صاحب زادہ سید ارشد سعید کاظمی۔ انجمن تاجران ملتان چھاؤنی کے صدر حاجی نذیر احمد اعوان۔ جماعت اہل سنت ملتان ڈویژن کے ناظم اعلیٰ حافظ محمد فاروق خان سعیدی۔ جمعیت علماء پاکستان کے ضلعی صدر مفتی ہدایت اللہ پسروری۔ ضلعی جنرل سیکریٹری محمد قاسم خان ایڈووکیٹ جمعیت علماء اسلام ملتان کے صدر شیخ محمد یعقوب۔ جمعیت علماء پاکستان ملتان کے جنرل سیکریٹری محمد ایوب مغل صاحب زادہ سجاد سعید کاظمی۔ صاحب زادہ سید زین العابدین۔ اور انجمن طلباء اسلام کے راہنما ایوب بردلر شامل تھے۔

ملتان میں جے یو پی کے زیر اہتمام جہاد ریلی سے صاحبزادہ حامد سعید کاظمی، قاری محمد میاں نقشبندی، مفتی ہدایت اللہ پسروری، سید زین العابدین، ڈاکٹر محمد بدر قریشی، صاحبزادہ احمد میاں خان، طارق محمود ملک، حاجی نذیر احمد اعوان، حافظ فاروق خان سعیدی، شیخ محمد یعقوب، محمد قاسم خان اور ایوب مغل خطاب کر رہے ہیں۔
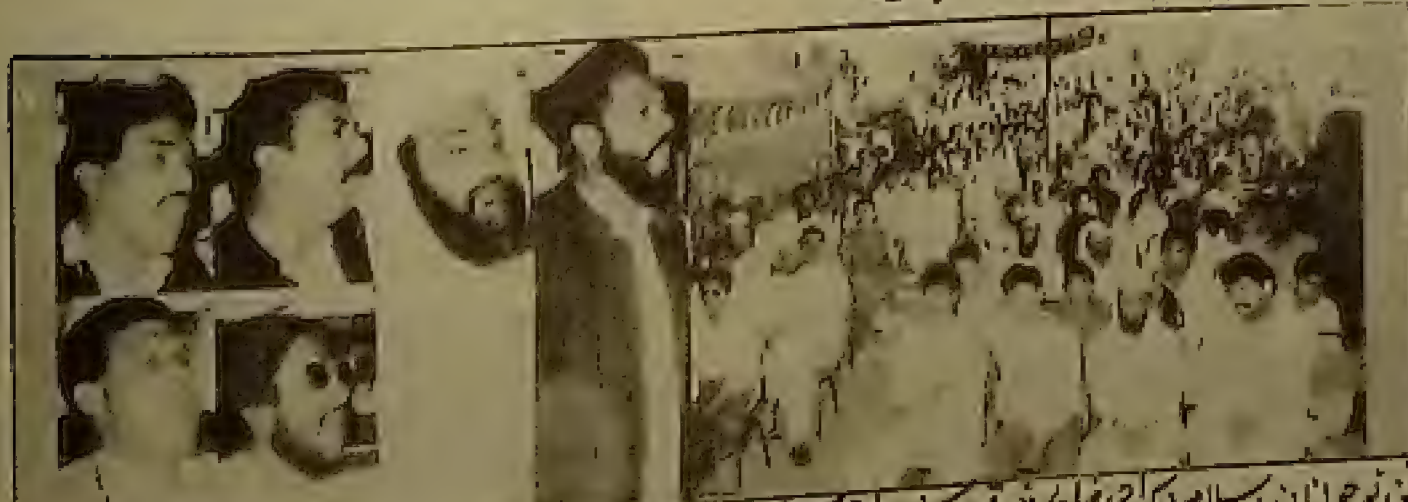
انجمن نوجوانان اسلام (کراچی ضلع شرقی) کے زیر اہتمام جشن صدام جہاد کانفرنس سے سید ارشاد علی، عبد العلیم قادری، طارق محبوب، طارق اطہر، اعجاز نقشبندی اور خلیل خان خطاب کر رہے ہیں۔

خلیج کی موجودہ صورتحال

عمر پیام

یہودیوں کی ایک طویل سازش کا نتیجہ ہے!

بابل (موجودہ عراق) کی تہذیب، یروشلم (پہلا مشہور علاقہ کنعان۔ پھر صیہون اور مابعد یروشلم و اسرائیل) سے بھی قدیم ترین ہے۔ مصر اور بابل کی تہذیبیں ساتھ ساتھ چلتی ہیں۔ تاہم اسرائیل سے بابل کا تعلق تاریخ نے بہت گہرا بتایا ہے۔ اسرائیل کی تاریخ بڑی عجیب و رنگین اور سرکشی و بت پرستی سے بھرپور ہے اسرائیل کے بارہ قبائل میں سے یہوداہ قبیلے نے بہ نسبت دوسرے قبائل کے عروج حاصل کر کے بہت شہرت پائی۔ خداتعالیٰ نے اس قبیلے کی ایک بستی میں دو دو نبی مبعوث فرمائے تاکہ یہ اپنی سرکشی اور بت پرستی سے باز رہیں۔ مگر یہ لوگ اتنے سنگ دل ہو چکے تھے کہ انبیاء کو بھی قتل کرنے سے دریغ نہ کرتے تھے جس وجہ سے خداتعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا کر اپنی نعمتوں سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا۔ اور قیامت تک ان کے درمیان عداوت اور بغض پیدا کر دیا گیا۔ جب کبھی انہوں نے لڑائی کے لئے کسی قسم کی آگ بھڑکائی ہے تو اللہ نے اسے بجھا دیا ہے۔ اور وہ ملک میں فساد کے لئے دوڑتے پھرتے ہیں۔ (مائدہ آیت ۶۴)

حضرت یوسفؑ کے دور اقتدار میں بنی اسرائیل کے مصر جانے کے بعد یہوداہ نے اقتدار اور عروج حاصل کرنے کے لئے سرکشی کی تو مصر کی قوم نے ان کی سرکشی کو غلامی میں بدل دیا۔ مصر سے کنعان واپسی میں یہوداہ قبیلے نے اول سرکشی کر کے دوسرے قبائل کو بھی اکسایا۔ جس کے نتیجے میں چالیس سال صحرائے سینا میں پوری اسرائیل قوم کو سرگرداں رہنا پڑا قرآن مجید میں جہاں بنی اسرائیل پر اپنی نعمتوں کی نوازشات کا ذکر کیا وہاں اہل یہود کی سرکشی اور شرک کو بھی واضح کیا ہے۔ جب کہ اسرائیل کے باقی اچھے قبیلوں کا اہل ایمان لوگوں کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ تاریخ بائبل کے مصنف ولیم، جی بلیکی نے یہودی قبیلے کو جنونی قبیلہ قرار دیا ہے۔

عجب خیالات یہ ہے کہ یہودی قبیلے نے تعصبیت میں اور سرکشی میں ہمیشہ ترقی کی اور ہمیشہ آخر کار ذلیل و خوار ہوئے۔ اور یہودی قبیلے نے جہاں اپنے ساتھ دوسرے صحرائی قبائل کو بھی صحرائے سینا میں مبتلا ٹھہرایا وہاں اپنے اقتدار کی ہوس کو پورا کرنے کے لئے جنون کی حد تک پہنچے تو اپنے ساتھ پوری دنیا کو بھی جنگ کی تباہ کاریوں میں شریک کیا۔

۷۷۱ ق م میں (بعض مورخین کے نزدیک ۶۰۰ ق م) بابل کے مطلق العنان حکمران بخت نصر (جسے تاریخ بنوکد نصر کے نام سے یاد کرتی ہے) نے یروشلم کو تین بار تاراج کیا۔ اور اسرائیل کے دس قبائل کو جن میں یہود سرفہرست ہے۔ گرفتار کر کے اپنے ساتھ بابل لے گیا۔ اسرائیل کے بادشاہوں کے ساتھ یہوداہ کے انبیاء اور بادشاہ بھی شامل تھے۔ بخت نصر نے ہیکل سلیمانی کو تباہ کر دیا تھا۔ کیونکہ وہ بت پرست تھا۔ ہیکل کی ایک دیوار کا کچھ حصہ بچ رہا۔ جسے دیوار گریہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہاں یہودی گریہ وزاری کرتے ہیں۔

بابل سے یہودیوں کی واپسی: شاہ خورس (ذوالقرنین) کے عروج حاصل کرنے اور بابل کو فتح کر لینے کے بعد تین مراحل میں ہوئی۔ ان کی پہلی واپسی ۵۳۶ ق م میں زربابل نبی لیڈر کی سرکردگی میں ہے دوسری ۴۵۸ ق م میں عزرا نبی کی سرکردگی میں اور تیسری ۴۴۴ ق م میں نحمیاہ نبی کی سرکردگی میں ہوئی۔

ایک لمبا عرصہ اسیری کا گزارنے کے بعد بھی یہود اپنی بری خصلتوں سے باز نہ آئے اور بابل سے واپسی کے بعد مذہب کے شدید دشمن بن کر جہاں سے اور دنیا کو زیر کرنے کے لئے فساد پھیلانے لگے۔ انگلستان جو آج کل عراق کے خلاف امریکہ کی اتحادی حیثیت سے اسرائیل کا حلیف بن کر جنگ میں شامل ہے ایک عیسائی مذہب ملک ہے۔ اور یہودی سازش کا شکار ہے۔ یہودی جب انگلستان کی اقتصادی و معاشی زندگی میں [illegible] ہو گئے تو [illegible] سیاست [illegible]

لیکن اس عمر کا بحث [illegible] یورپ میں ایک جنگ عظیم کا ماحول [illegible] کر دیتی میں جا آباد ہوئے۔ اور [illegible] اثرات انگلستان پر چھوڑ گئے۔

جلد ہی یہودیوں نے ترقی میں عروج حاصل کر لیا۔ ایک وقت آیا کہ وہاں کوئی بھی ان با حیثیت یہودیوں کی مرضی کے خلاف بات نہیں کر سکتا تھا۔ ترقی کے باعث یہودیوں کے [illegible] تھے۔ اس وقت قوم پرست جرمن نے یہودیوں کو اپنے ملک سے باہر نکلنے اور ترقی میں قوم کو یہودیوں کے اقتصادی تسلط سے آزاد کرانے کا عزم کر لیا۔ اس کے [illegible] میں بھی دنیا کو جنگ عظیم دوم کا سامنا کرنا پڑا جس میں یہودیوں کا [illegible]

دوسری جنگ عظیم کے بعد یہودیوں نے [illegible] اقتصادیات پر قبضہ [illegible] شروع کر دیا [illegible] اسرائیل کو اپنی واپسی کا پروگرام [illegible] بڑھانے کے لئے [illegible] اسرائیل دنیا کے نقشے پر یہودی حکمرانی کی [illegible] سامنے آیا [illegible] اقتصادی پالیسیوں پر مکمل قبضہ حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ آج کل بھی [illegible] یہودیوں نے اسرائیل میں قدم رکھتے ہی فلسطین کے عرب علاقوں پر جبراً قبضہ کر لیا۔ اس دوران عالم اسلام کے احتجاج کے باوجود امریکہ اور انگریزوں نے قوم متحدہ کی [illegible]

[illegible]

جس سے آج بھی روح کانپ جاتی ہے۔ اور پھر خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ۔

"بنی اسرائیل میں سے جنہوں نے (یہودیوں) نے کفر اختیار کیا ہے ان پر داؤدؑ اور عیسیٰ ابن مریم کی زبان سے لعنت کی گئی تھی کہ انہوں نے نافرمانی کی تھی اور حد سے بڑھتے گئے تھے۔" (مائدہ آیت ۷۸)

اس کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر یہودیوں کے ذہنوں میں زلزلہ آ گیا اور مسلمانوں کے خلاف لاوا ابل پڑا (۷،۱۵۵) اور مومنوں سے عداوت رکھنے میں یہودی اور مشرک سب سے زیادہ سخت ہو گئے (۵،۸۲) جس کی وجہ سے ان کو بندر اور سور بنا دیا گیا۔ (۵،۶۰) یہود کی حقیقت واضح کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے الممتحنہ ۱۰ میں مسلمانوں کو ہدایت فرمائی ہے کہ یہود دشمنان اسلام ہیں۔ ان سے دوستی خط و کتابت، پیغام و سلام بند رکھی جائے۔

عالم اسلام، سب کچھ جانتے ہوئے بھی آنکھیں بند کر کے، اسلام دشمن اٹھائیس طاقتوں نے جو یہود نواز ہیں اور جنہوں نے امریکہ کے جھنڈے تلے جمع ہو کر اسلامی ملک عراق پر حملہ کیا ہے۔ تماشا دیکھ رہا ہے۔

قطع نظر اس کے کہ عراق نے کویت پر قبضہ کر کے غلط کیا یا درست۔ اس پر تبصرہ کرنے کی بجائے قابل افسوس امور کا تذکرہ ضروری ہے کہ اسلامی ملک سعودی عرب نے اپنے خرچ پر انجانے خطرات سے بچنے کے لئے تمام اسلام دشمن قوتوں کو اپنی سرزمین میں بلا کر ایک مسلمان اور ہمسایہ ملک عراق کے خلاف برسرپیکار کر دیا۔ بہ الفاظ دیگر یہودی عزائم، مسلمانوں کو آپس میں لڑانے کے مقصد میں کامیاب ہوئے اور اس کوشش میں ہیں کہ اسلامی سپر طاقت کو کچلا جا سکے۔ دوسری قابل افسوس بات یہ ہے کہ حرمین شریفین کے پاسبان نے یہ بیان دیا کہ اسے اسرائیل سے کوئی خطرہ نہیں خطرہ ہے تو عراق (صدام) سے ہے۔ گویا اسلام دشمن طاقتوں کی صف میں سعودی عرب نے کھڑے ہو کر خدا تعالیٰ کے احکامات کی واضح نافرمانی کر دی۔ تیسری توجہ طلب بات یہ ہے کہ سلامتی کونسل درحقیقت امریکہ ہی ہے۔ کیونکہ امریکہ جو چاہتا ہے سلامتی کونسل اس پر صاد کرتی ہے۔ یعنی عراق کے خلاف جنگی کارروائی کی اجازت امریکہ کی خواہش پر دی گئی تھی۔ اس کے باوجود اسلامی ممالک کی اکثریت امریکہ کی [illegible] ہے۔

امریکہ نے اپنے اتحادیوں کی مدد سے جدید [illegible] اور ہتھیاروں اور فوجی قوت کے بل بوتے پر عراق پر [illegible] اور [illegible] سے حملہ کر دیا۔ دنیا

میں پہلی بار اتنے گولے، بارود، بم برسائے گئے اور ہزاروں کی تعداد میں فضائی حملے کئے گئے کہ بادی النظر میں عراق دنیا کے نقشے سے معدوم ہوتا دکھائی دیا۔ اور اتحادیوں نے آسمان سے شعلے برسا کر عراق کو بہا لے جانے کے دعوے کر دیئے۔ مگر جب عراق کے صدر صدام حسین نے سر اٹھا کر دیکھا تو امریکہ اور اس کے اتحادی بوکھلا گئے اور تمام دعوے خلیج میں ڈوب گئے۔ اور پھر اسلام دشمن طاقتوں نے اعتراف کر لیا کہ صدام حسین مضبوط اعصاب کا مالک ہے اور جوش کی بجائے ہوش و تدبر سے کام لے رہا ہے۔ چنانچہ صدام حسین نے ایک ہفتے کے اندر اندر نہ صرف دشمن کی چالوں کو شکست دی بلکہ ان کو نفسیاتی اور اعصابی جنگی چالوں میں مبتلا کر کے مفلوج کر دیا۔ جس کے نتیجے میں امریکہ اور اتحادی ملکوں نے صحیح حالات اور اتحادیوں کے نقصانات کی خبریں نشر کرنے پر پابندی لگا دی اور امریکہ اپنی مرضی کے بیانات برسانے لگا۔

امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے جنگ شروع کرنے کے بعد اپنے پہلے اندازے غلط ثابت ہونے پر بیان جاری کیا کہ یہ جنگ ہفتوں جاری رہ سکتی ہے۔ اس کے بعد مہینوں جاری رہنے کا بیان داغ دیا۔ عین ممکن ہے کہ اپریل کا مہینہ شروع ہونے پر یہ جنگ سالوں جاری رہنے کا بیان دے کر سرخرو ہو جائیں۔ ایسے بیانات سے یہ بات واضح ہو گئی کہ عراق کوئی تر نوالہ نہ تھا جو اچک

لیا جاتا۔ امریکہ اور اتحادیوں کے لئے خلیج جنگ ویت نام کے بعد دوسرا ویت نام ثابت ہوئی ہے۔

حالات و واقعات کی بناء پر یہ بات وثوق سے کہی جا سکتی ہے کہ صدر صدام حسین بالآخر فتح حاصل کرائے گا اور فلسطین کو یہودیوں سے آزاد کرائے گا۔ کیونکہ طاؤس و رباب سے دل بہلانے اور اپنی جسمانی کو رنگین بنانے والے شمشیر و خنجر سے کھیلنے والے اور شہادت کی خواہش لئے بموں کی موسلادھار بارش میں ایک مورچے سے دوسرے مورچے اور فوج کی کمان کرتے ہوئے آزادانہ پھرنے والے کا مقابلہ بھلا کیونکر کر سکتے ہیں۔

خلیج کی جنگ شروع ہونے سے پہلے اور بعد سے اب تک پوری دنیا میں امریکہ اور اس کے اتحادیوں کے خلاف اور عراق پر جارحانہ حملے کی مذمت میں بڑے بڑے مظاہرے ہو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ امریکہ کے عوام نے اپنے صدر کا پتلا جلایا اور اپنے ہی قومی پرچم کو نذر آتش کر دیا۔ ہندوستان کے کالجوں کے طلباء نے اپنی ایک عدالت بنا کر امریکی صدر اور اتحادی کمانڈر کو جنگی مجرم قرار دے کر مقدمہ چلایا۔ اور اسے سزائے موت سنائی۔ دلچسپ بات یہ تھی کہ امریکی صدر کی طرف سے کوئی وکیل صفائی پیش نہ ہوا۔ اور نہ کوئی اس کی لاش پر آنسو بہانے والا تھا۔ نہ کف افسوس ملنے والا بلکہ خوشی کا اظہار کیا گیا تھا۔

عالم اسلام کی عظیم شخصیت صدام حسین

اعجاز حسین خان

دنیا کی سپرپاور امریکہ اور اس کے اتحادیوں کو للکارنے والا، جس نے اسلام کی سربلندی کے لئے آج تمام طاغوتی طاقتوں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا ہے عراق کے ایک گاؤں تکریت میں ایک کسان کے گھر پیدا ہوا مجاہد صدام حسین نے یہودیوں اور دوسری تمام اسلام دشمن قوتوں سے ٹکر لیکر مسلمانوں کا بول بالا کر دیا۔ اس عظیم شخص پر آج پوری اسلامی برادری نازاں ہے آج کوئی اسلامی ملک ایسا نہیں جس کے عوام یہ دعائیں مانگتے ہوں کہ "اے اللہ صدام حسین کو فتح نصیب فرما"

ایک طویل مدت سے یہودیوں کے قبضے میں جکڑا ہوا بیت المقدس سے آزاد کرانے کے لئے اس مرد جری نے آواز اٹھائی ہے انشاء اللہ کامیابی اس عظیم شخصیت کے قدم چومے گی اور قبلہ اول آزاد ہو کر رہے گا۔

جہاں تک امریکہ اور دوسرے ملکوں کا کہنا ہے

کہ عراق کا کویت پر قبضہ غیر قانونی ہے اس لحاظ سے غلط ہے کہ تاریخی اعتبار سے کویت عراق کا حصہ رہا ہے اور اپنے حصہ پر قبضہ کرنا اس کا حق ہے دوسری طرف اگر امریکہ کویت کو آزاد کرانے کے لئے جنگ کر سکتا ہے اور صدام حسین پر حملے کر سکتا ہے کہ کویت خالی کر دو تو صدام بھی فلسطین میں آئے دن شہید ہونے والے ہزاروں مسلمانوں کے بارے میں کیوں نہیں آواز اٹھا سکتے ہیں اور فلسطین کو آزاد کروانے کے لئے جہاد کیوں نہیں کر سکتے آج عیش پرست عرب حکمران بھی انہی طاقتوں کا ساتھ دے رہے ہیں جو اسلام کو صفحۂ ہستی سے مٹانے کے درپے ہیں صد افسوس ہے ان عرب شہزادوں پر جو ایک قبلہ آزاد نہیں کروا سکے اور دوسرے قبلہ پر غیر مسلموں کو لا کے بٹھا دیا ہے۔ تاکہ اس پر یہودیوں کا قبضہ ہو جائے۔ آج جو بھی بات کرتا ہے تو

باقی صفحہ ۲۹ پر

امریکہ کی صدام حسین کو قتل کرنے کی کوشش ناکام

امریکی جنگی حکمت عملی میں سب سے اہم نشانہ عراق کے صدر صدام حسین تھے۔ امریکی دفاعی ماہرین کا خیال ہے کہ اگر صدام حسین کو موت کے گھاٹ اتار دیا جائے تو عراق فورا ہتھیار ڈال دے گا۔ امریکیوں اور اسرائیلیوں کا دعویٰ ہے کہ عراقی عوام جنگ کے خلاف ہیں وہ صرف صدام حسین اور ان کی فوج کے خوف سے جنگ کی حمایت کرتے ہیں۔ اسی لئے جمعرات کی رات کو ایک ہزار سے زائد امریکی ایف۔ ۱۵ ایف ۱۶ بی ۹۰ برطانوی ٹورنیڈو اور فرانسیسی جیگور طیاروں نے عراق پر حملہ کیا تو ان کا سب سے اہم نشانہ بغداد میں صدر صدام حسین کا صدارتی محل تھا۔ اس کے علاوہ امریکہ نے بغداد کے اطراف میں کئی ایسے رہائشی علاقوں کو نشانہ بنایا جہاں امریکی اینٹلیجنس کی اطلاعات کے مطابق صدر صدام حسین کی خفیہ رہائش گاہیں بتائی گئی ہیں۔ ان امریکی حملوں سے بغداد کے قلب میں واقع صدارتی محل کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ رہائشی علاقوں میں بمباری سے معصوم بچے اور عورتیں ہلاک ہوئے ہیں۔ مگر امریکی جہاز صدر صدام حسین کو کوئی نقصان پہنچانے میں ناکام رہے۔ حملہ کی صبح میں یعنی جمعرات ۱۷ جنوری کو صدر صدام حسین نے ٹیلی ویژن پر قوم کے نام پیغام نشر کیا اور دنیا کو اپنے حوصلے اور عزائم سے آگاہ کر دیا۔ جن غیر ملکی صحافیوں نے صدر صدام حسین کو دیکھا، وہ بقول انکے بہت پر سکون اور پر اعتماد نظر آئے۔ اس کے بعد صدام حسین نے بغداد کی سڑکوں پر گھوم کر عراقی عوام کا حوصلہ بلند کیا۔ عام لوگوں سے بات کی اور یہ واضح کر دیا کہ بدترین حالات کے باوجود عراق ہتھیار نہیں ڈالے گا۔

صدام حسین نے پر اعتماد آواز میں کہا کہ عراق امریکہ کے شیطانی عزائم کو ناکام بنا دے گا۔ اب جب کہ تمام جنگوں کی مادر جنگ شروع ہو گئی ہے تو عراق صرف کویت کے دفاع کے لئے نہیں بلکہ فلسطین کی آزادی کے لئے جنگ کرے گا۔ صدام حسین نے کہا کہ امریکہ کے صدر بش کو افسوس ہو گا کہ انہوں نے یہ جنگ کیوں شروع کی کیونکہ عراق انہیں ایسا سبق سکھائے گا جسے وہ ہمیشہ یاد رکھیں گے۔ عراق کا جوابی حملہ سامراجیت کے خاتمہ کا آغاز ہو گا۔ صدام حسین نے کہا کہ اللہ تعالیٰ عراقی مجاہدین کی رہنمائی کرے گا۔ ان کے دلوں میں ایمان کی شمع جلائے گا اور صاحب ایمان اسلام کی مشعل کو کسی قیمت پر بجھنے نہیں دے گا۔ صدام حسین نے شاہ فہد کو مکہ مدینہ سے غداری کرنے والا قرار دیا۔ صدام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے اور انشاء اللہ فتح ہماری ہو گی۔

صدام حسین کی اس جوشیلی تقریر سے عراقی عوام و فوج کے حوصلے میں اضافہ ہوا ہے۔ ان کے سروں پر لگاتار ہزاروں ٹن بم گرا رہے ہیں۔ ہر طرف آگ، دھماکہ، چیخیں اور موت ہے۔ لیکن وہ ہتھیار ڈالنے کو تیار نہیں ہیں۔ صدام حسین نے جو بات کہیں تھی اس میں سے کم از کم ایک بات پوری کر دی ہے۔ انہوں نے اسرائیل پر میزائلی حملہ کر دیا۔ اب دنیا سانس روک کر دیکھ رہی ہے کہ عراقی لیڈر اور عراقی عوام کب تک انسانی تاریخ کی اس بھیانک ترین بمباری کا سامنا کرتے ہیں۔

اب جب کہ امریکی صدر صدام حسین کو قتل کرنے میں ناکام ہو گئے ہیں تو وہ اپنی جھینپ مٹانے کو کہہ رہے ہیں کہ ان کا صدام حسین کو قتل کرنے کا کوئی ارادہ نہیں تھا۔ انہوں نے جان بوجھ کو صدام حسین کو نشانہ نہیں بنایا کیونکہ صدام حسین مارے گئے تو ایران عراقی عوام کی قیادت اپنے ہاتھ میں لے لے گا۔ ان کا کہنا یہ بھی ہے کہ صدام حسین مارے گئے تو جنگ ختم ہو جائے گی اور عرب ممالک امریکی و اتحادی فوجوں کو واپس جانے کے لئے کہیں گے جبکہ ان کا عرب کی زمین خالی کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے۔ بہر حال حقیقت یہ ہے کہ امریکہ نے صدر صدام حسین کو شہید کرنے کے لئے ان کے محل پر بمباری کی تھی مگر وہ اس میں ناکام رہا۔ یہ کوشش جاری رہے گی۔ کیونکہ امریکہ کا ارادہ صرف کویت کو آزاد کرانے کا نہیں بلکہ عراق پر قبضہ کر کے وہاں امریکہ نواز پٹھو حکومت قائم کرنے کا ہے جو ایران کے خلاف بھی استعمال ہو اور اسرائیل کی مدد گار بھی ثابت ہو۔ لیکن امریکی عراقیوں کے جذبہ حب الوطنی اور جذبہ جہاد سے واقف نہیں ہیں۔ صدام حسین اگر شہید ہو گئے تو بھی نہ صرف عراق کے عوام بلکہ عرب عوام عام طور پر امریکی سامراج کے خلاف میدان میں آجائیں گے۔

صدر صدام حسین کے پریسیڈنٹ گارڈ عراق کے بہترین فوجی ہیں جو جدید ترین اسلحوں سے لیس ہیں۔ بہترین تربیت یافتہ ہیں۔ یہ فوج قدیم عرب مجاہدین کی شجاعت و ہمت کا بہترین نمونہ ہیں۔ ایران کے خلاف جنگ میں اس فوج نے زبردست شجاعت کا نمونہ پیش کیا، مغربی ماہرین کے مطابق پریسیڈنٹ گارڈ کا شمار دنیا کی عمدہ ترین فوجوں میں کیا جاسکتا ہے۔ مشہور عرب کمانڈر حضرت سعد بن وقاص جنھوں نے ایران کی فوجوں کو شکست دے کر ایران پر اسلام کا جھنڈا لہرایا تھا اس فوج کے ہیرو ہیں۔

کویت میں تقریبا دو لاکھ سے زائد پریسیڈنٹ گارڈ موجود ہیں اور امریکی اور اس کی پٹھو عرب فضائیہ نے اس گارڈ کو اپنی بمباری کا خصوصی نشانہ بنایا ہے۔ کیونکہ وہ سب سے زیادہ خوف اور خطرہ اسی گارڈ سے محسوس کرتے ہیں۔ امریکی بی۔ ۱۵۲ فرانسیسی جیگور برطانوی میراج کویتی و سعودی بمبار طیارے ۲۴ گھنٹے بغیر ایک منٹ کی مہلت دیئے اس اسپیشل گارڈ پر بمباری کر رہے ہیں۔ اب تک کئی لاکھ ٹن بم کویت میں اس فوج کے ٹھکانوں پر گرائے جا چکے ہیں۔ امریکی فوجوں کا دعویٰ ہے کہ کویت میں موجود اس فوج کے اب تک ۵۰ ہزار سے زائد فوجی مارے جا چکے ہیں۔ مگر دفاعی ماہرین کا خیال ہے کہ یہ

باقی صفحہ ۴۹ پر

یہ عراق کی نہیں

عالم اسلام کی جنگ ہے

آج عراقی قائد صدام حسین کی حالت وہی ہے جو مشہور اسلامی فاتح طارق بن زیاد کی تھی۔ طارق بن زیاد اپنے مٹھی بھر ساتھیوں کے ساتھ بحر روم پار کر کے جب اسپین کے ساحل پر اترے تھے تو انھوں نے اپنی کشتیاں جلا دی تھیں اور اپنے ساتھیوں سے کہا تھا کہ تمہارے سامنے دشمن ہے اور تمہارے پیچھے سمندر۔ اور اب تمہارے سامنے ایک ہی راستہ ہے کہ یا تو تم دشمن سے لڑتے ہوئے شہید ہو جاؤ اور یا پھر اپنے سے کئی گنا زیادہ طاقتور دشمن کو شکست دے کر فاتح بن جاؤ۔ تمہارے لئے راہ فرار مسدود ہو چکی ہے۔ آج صدام حسین نے بھی اپنی کشتیاں جلا دی ہیں۔ اسرائیل کے قلب میں اپنے اسکڈ میزائلوں سے حملہ کر کے صدام حسین نے اپنے لئے اور اپنی فوج کے لئے ہتھیار ڈالنے کے لئے راستے بند کر دیئے ہیں۔ اب صدام حسین اور ان کے ساتھی عراقی مجاہدین یا تو شہید ہوں گے یا پھر امریکہ سے لڑتے ہوئے جنگ کو ایسی شکل دیں گے کہ یہ جنگ سیاسی فتح میں تبدیل ہو جائے۔

ایک بات تو طے ہے کہ اب جنگ کا نتیجہ چاہے جو بھی ہو فتح صدام حسین کا مقدر بن چکی ہے۔ اسرائیل پر عراقی حملے سے پہلے ہی دنیا کے ۱۱۰ کروڑ مسلم عوام کی اکثریت کی نگاہ میں صدام حسین وہ ہیرو تھا جو دنیا کی تمام بڑی طاقتوں سے تنہا ٹکر لے رہا تھا۔ مگر اسرائیل پر ایک کے بعد ایک عراقی حملوں کے نتیجہ میں تو وہ لوگ بھی صدام حسین کے دیوانے ہو گئے جو کل تک سعودی عربیہ کی محبت میں امریکی حملوں کو جائز قرار دے رہے تھے۔ اور صرف دنیا کے مسلمان ہی نہیں ایشیا، افریقہ اور یہاں تک کہ یورپ اور امریکہ کے اربوں انصاف پسند عوام حسین کی ہمت و شجاعت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ پائے ہے۔ امریکہ کی وحشیانہ بمباری کی حمایت آج صرف چند مفاد پرست امریکی پٹھو ہی کر رہے ہیں۔

صدام حسین نے بہت کامیابی سے امریکی سامراج کے خلاف ہونے والی اس جنگ کو ظلم و جبر کے خلاف جہاد میں تبدیل کر دیا ہے۔ ہو سکتا ہے علماء شرعی نکتہ نگاہ سے دو مسلم ملکوں کے درمیان ٹکراؤ کو جہاد قرار نہ دیں مگر حقیقتاً یہ جنگ عراق اور سعودی عربیہ کے درمیان نہیں بلکہ عراق اور مغربی سامراج کے درمیان ہے۔ جنگ امریکہ اور برطانیہ لڑ رہے ہیں۔ اب اسلام کے سب سے بڑے دشمن اسرائیلی صیہونی بھی اس جنگ میں شامل ہو گئے ہیں۔ اب یہ جنگ صرف عراق کے وجود کی نہیں بلکہ عالم اسلام کے وجود کی جنگ بن گئی ہے۔ صدام کے میزائلوں نے اس جنگ کو فلسطین کی آزادی کی جنگ بنا دیا ہے۔ کربلا کی زمین پر لڑی جانے والی یہ جنگ حسین اور یزید کی حق اور باطل کی جنگ بن گئی ہے۔ اور آج اگر دنیا کربلا کو یاد کرتی ہے تو اس لئے نہیں کہ وہ زمین خانوادہ پیغمبر اسلامؐ کے خون سے پاک ہوئی تھی اس لئے نہیں کہ اس زمین پر یزید کی فتح اور حضرت امام حسینؓ کی شہادت ہوئی تھی، اس لئے نہیں کہ ایک بڑی طاقتور فوج نے عورتوں اور بچوں پر مشتمل حق پرستوں کے خون سے اپنے ہاتھ لال کئے تھے بلکہ اس لئے کہ اس کربلائی سرزمین پر اپنی جانوں کی قربانی دے کر حضرت امام حسینؓ اور ان کے حق پرست ساتھیوں نے اسلام کو ایک نئی زندگی دی تھی۔ اگر اس دن یزیدی فتح نہ ہوتی ظلم کے خلاف جہاد کرنے والے اسلامی جڑوں کو اپنا خون نہ دیتے تو اسلام کا پودا مرجھا جاتا یزید کی فتح دراصل اس کی شکست تھی۔

آج پھر کربلا کی سرزمین حق پرستوں کے خون سے سرخ ہو رہی ہے آج پھر یزید وقت حق پرستوں کے خون کا پیاسا ہے۔ لیکن ہم نہیں کہتے مغربی سیاسی و فوجی ماہرین کہہ رہے ہیں کہ امریکہ کی اس فتح میں اس کی شکست مضمر ہے۔ خدا کی قسم اسی طرح جس طرح یزید کی فتح میں قیامت تک کے لئے اس کی شرمناک شکست پوشیدہ تھی۔

اگر امریکہ اور اس کے ساتھی ۲۷ ملک چند دن کے اندر اندر عراق کو شکست دینے میں کامیاب ہو جاتے۔ عراق گھٹنے ٹیک دیتا۔ ہتھیار ڈال دیتا تو یہ امریکہ کی فتح ہوتی۔ مگر ایسا ہوتا نظر نہیں آرہا۔ اب خود امریکی صدر اور امریکی فوجی جرنیل ایک لمبی جنگ کی بات کر رہے ہیں۔ کل تک عراق کا نام و نشان مٹانے کے دعوے کرنے والے اب ہفتوں کی نہیں مہینوں کی جنگ کی نشاندہی کرنے پر مجبور ہیں۔ عراقی فضائیہ کو تہہ تیغ کرنے کے ان کے دعوے جھوٹے ثابت ہو رہے ہیں۔ اور خود امریکی سیاسی و فوجی ماہرین کے مطابق یہ اپنے آپ ہی صدام حسین کی بہت بڑی کامیابی ہے۔

جنگ جتنی بھی کھنچے گی عرب دنیا میں اور عالمی سطح پر صدام حسین کی مقبولیت اور حمایت میں اتنا ہی اضافہ ہوگا اور امریکہ کے لئے اتنی ہی زیادہ مہنگی ہو جائے گی۔ پہلے ہی امریکہ میں جنگ کے خلاف عوامی و سیاسی ماحول بن رہا ہے مگر اب جب یہ واضح ہو رہا ہے کہ جنگ چند دن کا کھیل نہیں ہے تو امریکہ میں بش کی مخالفت طوفانی شکل اختیار کرتی جا رہی ہے۔ آسٹریلیا سے امریکہ تک لاکھوں مرد، عورت، بچے اس بھیانک جنگ کے خلاف مظاہرے کر رہے ہیں جیسے جیسے امریکی جانی نقصان میں اضافہ ہو رہا ہے امریکی عوام کے پسینے چھوٹ رہے ہیں۔ اندازہ یہ ہے کہ چند ہزار امریکی فوجی بھی مارے گئے تو امریکہ میں بش کی زبردست مخالفت ہوگی کہ انہیں نہ صرف جنگ بند کرنی پڑے گی بلکہ اقتدار سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

صدام حسین کی دوسری کامیابی یہ ہے کہ وہ جنگ میں اسرائیل کو کھینچنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ امریکہ کی تمام تر کوشش یہ تھی کہ عراق کے میزائلوں کو اس طرح سے تباہ کر دیا جائے کہ وہ اسرائیل پر حملہ نہ کر سکے۔ مگر صرف ایک بار نہیں دو بار اسرائیل کی راجدھانی تل ابیب اور دوسرے شہروں کو اپنے میزائلوں کا نشانہ بنا کر ایک طرف تو صدام حسین نے عرب عوام کی ہمدردیاں حاصل کر لی ہیں تو دوسری طرف وہ امریکہ کے اتحاد میں دراڑ ڈالنے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ شام جو عراق کا پرانا دشمن ہے اور جس کی وجہ امریکہ کے ساتھ عراق کے خلاف جنگ میں شامل ہیں۔ عراق کی حمایت

امریکہ نے عراق پر جو وحشیانہ حملہ کیا ہے اس کو اقوام متحدہ کی حمایت حاصل ہے۔ یہ حمایت اسے اس لئے بھی حاصل ہے کہ آج امریکہ دنیا کا واحد سپر پاور بن گیا ہے اور بیشتر ملک امریکی مفادات کے خلاف جانے کی ہمت نہیں رکھتے۔ لیکن جو ملک شروع میں امریکہ کی حمایت کر رہے تھے اب ان کو بھی اندازہ ہو رہا ہے کہ انہوں نے عراق کی مخالفت کر کے اور امریکہ کو تیل کی دولت پر قبضہ کرنے کی اجازت دے کر بہت بڑی غلطی کی۔ آج اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ دنیا کے عوام کی اکثریت یہاں تک کہ امریکی عوام صدام کے ساتھ ہیں جب کہ حکمراں خصوصاً خلیج کے عرب حکمراں اپنے مفادات کی وجہ سے امریکہ کا ساتھ دے رہے ہیں۔ یہ جنگ اگر اسی طرح وحشت انگیز طور پر چلتی رہی تو دنیا بھر میں امریکہ کے خلاف عوامی بغاوت پیدا ہو جائے گی۔

عراق پر امریکہ کی قیادت میں سامراجی مفادات کے علمبرداروں کے شیطانی حملے کے نتیجے میں پوری دنیا چیخ اٹھی ہے۔ سوویت یونین کے صدر میخائل گورباچوف سے لے کر ایران کے صدر اکبر ہاشمی رفسنجانی تک نے اپنے اپنے انداز میں عراق اور اس کے اتحادیوں کے ذریعہ خلیج کے علاقہ میں چھیڑی گئی جنگ کی مذمت کی ہے اور بین الاقوامی سطح پر امریکی صدر بش کے نقطہ نظر کی حمایت کرنے والوں کی تعداد میں برابر کمی آرہی ہے۔ دنیا کے مختلف ملکوں کے سربراہوں ہی نے نہیں، عوام نے بھی، بلکہ خود امریکی، برطانوی، فرانسیسی اور جرمن عوام نے بھی عراق پر حملہ کو پسند نہیں کیا ہے۔

سرکاروں کا ردعمل

ایران اگرچہ اس جنگ میں غیر جانبدار ہے لیکن اس کے صدر اکبر ہاشمی رفسنجانی نے کہا کہ امریکہ کی قیادت میں عراق پر حملہ ایک تاریخی تباہی کے مماثل ہے جس کا مقصد بین الاقوامی تائید سے مسلم عوام کا خون بہانا ہے، اردن نے بھی اس حملہ کی سخت مذمت کی ہے اور اسے "عرب اور مسلم عوام کے خلاف ایک زہریلی جارحیت" سے تعبیر کیا ہے۔ فلسطینی محاذ آزادی نے تونس میں اپنے ہیڈکوارٹرز سے ایک بیان جاری کر کے کہا ہے کہ "ہماری قوم کو امریکی جارحیت کا سامنا ہے اور ہمارے سامنے لڑنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہیں ہے۔ یہ تاریخ کا تاریک ترین دن ہے۔ امریکی، صیہونی اور یورپی طاقتوں نے متحد ہو کر عراق، اس کے عوام اور عرب قوم کو للکارا ہے اور اب تمام امن پسند طاقتوں کو اس کا مقابلہ کرنے کے لئے میدان جنگ میں اتر جانا چاہئے۔" لیبیا کے کرنل معمر قذافی نے بھی اپنے

حکمراں امریکہ کے ساتھ
عوام صدام حسین کے ساتھ

رویئے میں تبدیلی کی ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ عراق کے خلاف فضائی حملے فوراً بند کئے جائیں اور فوجی کارروائی صرف کویت تک محدود رکھی جائے۔ پاکستان نے بھی اعلان کر دیا ہے کہ اس کی فوجیں عراق کے خلاف حملوں میں حصہ نہ لیں گی۔ وہ سعودی عرب میں صرف مقامات مقدسہ کی حفاظت کے لئے بھیجی گئی ہیں اور ان کا کوئی بھی جارحانہ مشن نہیں ہے۔ بنگلہ دیش کے قائم مقام صدر شہاب الدین نے بھی عراق پر حملہ پر افسوس کا اظہار کیا ہے اور خلیج کے بحران کے پرامن حل پر زور ڈالا ہے۔ امریکہ نے اگر جنگ کو طول دیا تو وہ تمام اسلامی ملکوں اور خود یورپ کے کئی ملکوں کی حمایت سے محروم ہو جائے گا اور صدر بش کے لئے دوبارہ برسر اقتدار آنا مشکل ہو جائے گا۔ کیوں کہ خود امریکی عوام ان کی جنگی ذہنیت کو پسند نہیں کر رہے ہیں۔

عالمی رجحانات پر نظر رکھنے والوں کا خیال ہے کہ اگر سوویت یونین اپنے اندرونی معاملات میں نہ الجھا ہوتا تو شاید جنگ کی نوبت نہ آتی اور امریکہ اتنی بڑی فوجی مداخلت کرنے کی ہمت نہ کرتا۔ ایک دو سال پہلے تک امریکہ روس کے مزاج کی برہمی کو بڑی اہمیت دیتا تھا مگر اب ایسا نہیں ہے۔ صدر بش آج پوری دنیا کو حقیر سمجھ رہے ہیں اور ان کے دماغ میں فرعون اور نمرود والی انا پیدا ہو گئی ہے۔ اس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ عراق پر امریکہ کے حملہ سے ایک گھنٹہ قبل صدر میخائل گورباچوف نے صدر جارج بش سے کہا تھا کہ وہ صدر صدام حسین سے براہ راست رابطہ قائم کریں، بغداد میں سوویت یونین کے سفیر سے بھی کہا گیا تھا کہ وہ اس سلسلہ میں عراق کے صدر سے رجوع کریں لیکن امریکی فرعونوں نے ان کی ایک نہ سنی اور عراق پر بموں کی بارش شروع کر دی۔ سوویت یونین کی پارلیمنٹ نے بھی اس حملہ کی مذمت کی ہے اور مسئلہ کو حل کرنے کے پرامن طریقوں پر زور دیا ہے۔ سوویت یونین کی پارلیمنٹ کے ایک ترجمان نے کہا ہے کہ "یہ جنگ ایک خطرناک اور تکلیف دہ طریقہ ثابت ہو رہی ہے کیوں کہ اس کا خاص نشانہ شہری آبادی اور بے گناہ عوام ہوتے ہیں جو کہ کسی بھی جرم کے مرتکب نہیں ہوتے۔ ترجمان نے کہا ہے کہ جنگ صرف لڑنے والے ملکوں ہی کے لئے نہیں بلکہ پوری دنیا کے لئے ایک بہت ہی خطرناک چیز ہے۔ کیوبا کے صدر جنرل کاسترو نے بھی جنگ کی مذمت کی ہے انہوں نے کہا ہے کہ امریکہ کی قیادت میں عراق پر حملہ اقوام متحدہ کی ناکامی کا ثبوت ہے۔ جرمنی کے چانسلر ہیلمٹ کوہل نے بھی جنگ کی مذمت کی اور کہا ہے کہ ان کی حکومت جلد اس جنگ کو روکنے کی کوشش کرے گی۔

پوری دنیا میں عراق پر حملے نے تہلکہ مچا دیا ہے اور خود امریکہ کے عوام اس جنگ سے مضطرب اور بے چین ہیں، نیویارک سے ایجنسیوں نے جو خبریں دی ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ آج پورا امریکہ رو رہا ہے۔ جنگ کی خبر سنتے ہی امریکی عوام بے چین ہو گئے، گرجا گھروں میں جمع ہو کر لوگوں نے جنگ روکنے کے لئے دعا کی اور لاکھوں شہریوں نے جنگ کے خلاف مظاہرے بھی شروع کر دیئے نیویارک سے کیلی فورنیا تک ہر شہر اور قصبہ میں ہزاروں لوگوں کو صاف طور سے روتے اور بلکتے ہوئے دیکھا گیا۔ سان فرانسسکو میں تو جنگ کے مخالفین تشدد پر اتر آئے اور پولیس سے ٹکرا گئے۔ کیلی فورنیا کی شاہراہ پر انہوں نے ایک پیٹرول کار کو آگ لگا دی۔ پولیس پر بوتلیں پھینکیں اور راستے جام کر دیئے۔ جنگ مخالف مظاہرین نے صدر بش کی گرفتاری کا بھی مطالبہ کیا اور اقوام متحدہ کے ہیڈکوارٹرز کے سامنے امریکی جھنڈے بھی جلا دیئے گئے۔ واشنگٹن میں امن پسند مظاہرین وہائٹ ہاؤس کو گھیرے ہوئے ہیں اور جنگ کے خلاف نعرے لگا رہے ہیں۔ آسٹریلیا کی راجدھانی ملبورن میں جنگ مخالف مظاہرین سڑکوں پر نکل آئے اور راستہ جام کر دیئے۔ جرمنی کے متعدد شہروں میں بھی صدر بش کی جنگی پالیسی کے خلاف مظاہرے ہو رہے ہیں۔ پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں امریکی سفارت خانہ کا گھیراؤ کیا گیا اور متعدد شہروں میں امریکہ کے خلاف زبردست عوامی مظاہروں کا سلسلہ جاری ہے۔ ہندوستان اور بنگلہ دیش میں بھی عوامی مظاہرے ہو رہے ہیں۔ گرجا گھروں کی عالمی کونسل نے عراق پر امریکی حملہ کی مذمت کی ہے اور مسئلہ کے پرامن حل پر زور دیا ہے۔ لیکن صدر بش پر اس عالمی پھٹکار کا ابھی تک کوئی اثر نہیں ہوا ہے اور وہ جنگ کو طول دینے میں مصروف ہیں۔

سندھ کے سیاستداں

سایہ دار درخت کی تلاش میں!

حق شناس کے قلم سے

مخدوم محمد زماں خاں طالب المولیٰ........ نے جام صادق علی کو وزیر بنانے کے لئے کہا تو ذوالفقار علی بھٹو نے کہا تھا کہ آپ ایک ایسے شخص کے لئے سفارش کر رہے ہیں جو مستقبل میں ہمارے لئے درد سر ثابت ہو سکتا ہے۔ اس بات کو ایک عرصہ بیت گیا لیکن حسن اتفاق کہ آج یہی ہو رہا ہے۔ سندھ حکومت پیپلز پارٹی کے لئے وبال جان بنی ہوئی ہے۔ بلاول ہاؤس کی پبلسٹی کر کے پی پی پی کو نیچا دکھانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

جام صادق علی جیسے کہنہ مشق سیاست داں جنہوں نے مخدوم طالب المولیٰ کی پیپلز پارٹی میں مسلمہ حیثیت کو چیلنج کر ڈالا تھا۔ باوجود اس کے کہ طالب المولیٰ پارٹی کے اہم ستون شمار ہوتے تھے آج مخدوم صاحب کی حمایت حاصل کئے ہوئے ہیں گو کہ مخدوم صاحب جام حکومت کی وہ حمایت نہیں کر رہے ہیں جو انہوں نے نگراں حکومت کی کی تھی جس کی حمایت میں وہ کافی آگے بڑھ گئے تھے۔

جس طرح ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتی ہیں اسی طرح پیر صاحب پگاڑہ اور مخدوم طالب المولیٰ ایک ساتھ کسی پارٹی میں نہیں رہ سکتے ہیں سندھ کے ان دو بڑے سجادہ نشینوں کی مشترکہ طور پر جام صادق علی کو آشیرباد حاصل تھی اب طالب المولیٰ کی جانب سے کچھ کمی واقع ہو رہی ہے۔ اب وہ گرم جوشی بھی نظر نہیں آتی جو نگراں وزیر اعلیٰ کے دوران ہوا کرتی تھی۔ سندھ کے میر، پیر اور وڈیرے انتخابات سے پہلے شاید یہ جان چکے تھے کہ اقتدار کی کرسی پی پی کے نیچے سے کھسک چکی ہے۔ اس لئے انہوں نے نگراں حکومت میں ایڈجسٹ ہونا شروع کر دیا تھا۔ اور اپنی آماجگہیں تلاش کرنا شروع کر دی تھیں۔ اس سایہ دار درخت کی کھوج میں مخدوم طالب المولیٰ کی شخصیت بھی شامل تھی۔ لیکن انہوں نے پیر صاحب پگاڑہ کا جام حکومت پر بڑھتے ہوئے اثر کو دیکھتے ہوئے دوستی کا اپنا ہاتھ کھینچ لیا ہے۔ پیر صاحب پگاڑہ اور جئے سندھ کے مابین بھی آج کل سابقہ روایات کے برخلاف اچھی افہام و تفہیم پائی جاتی ہے۔ جئے سندھ کے حامی طبقہ بھی سندھ کی ان دو بڑی قوتوں کے اشتراک سے خوش تھا اور مطمئن تھا کہ

> **طالب المولیٰ نے پیر پگارا کا جام حکومت پر بڑھتا ہوا اثر دیکھ کر دوستی کا اپنا ہاتھ کھینچ لیا تھا۔**

ہم نے جام صاحب کو کامیاب کرا کر پی پی کو "کٹ ٹو سائز" کر دیا ہے۔ عام طور پر پی پی اور جئے سندھ میں کوئی فرق محسوس نہیں کیا جاتا اسی مفروضہ کو دیکھتے ہوئے ایسا نظر نہیں آتا۔ پی پی جو سندھ میں ایک فعال اور مثبت کردار ادا کر سکتی تھی وہ نہیں کر پا رہی ہے لگتا ہے کہ ان کی تنظیم میں باہمی اعتماد کا فقدان ہے۔ چوں کہ اکثریتی اپوزیشن پارٹی ہونے کے باوجود کارکردگی توقع کے مطابق نہیں رہی ہے۔ جس کی مثال سینٹ کے انتخاب میں ان کے امیدواروں کو کم تعداد میں ووٹ کا ملنا ہے۔ یہ امر یقینی طور پر کھینچاؤ کا اظہار کر رہا ہے۔ یا پھر شاید اراکین اسمبلی اپنے صوبائی صدر پر عدم اعتماد کا اظہار کرنا چاہتے ہوں اس لئے انہوں نے اس وقت کو ہی موقع غنیمت جانا حالاں کہ قائم علی شاہ ایک اچھے پارلیمنٹرین اور سلجھے ہوئے انسان ہیں لیکن ان کی یہ نرم گوئی اور شرافت انہیں گھاٹے کی طرف لے گئی ہے۔ پہلے وزارت اعلیٰ سے ہٹائے گئے۔ اور........ آفتاب شعبان میرانی کو بنایا گیا تھا۔ حالاں کہ آفتاب شعبان صوبہ کی سطح پر اپنی پارٹی میں صرف مالیات کے عہدے پر فائز تھے۔ اور قائم علی شاہ کے مقابل کوئی خاص حلقہ اور اثر و رسوخ بھی نہیں رکھتے تھے۔ لیکن پی پی میں ایک طبقہ جو "سیدوں" کی اجارہ داری کو ختم کرنے کے درپے ہے۔ اس تبدیلی سے مطمئن ہوا تھا آج بھی اس کوشش میں ہے کہ قائم علی شاہ کو ہٹا کر مخدوم رفیق الزماں یا کسی اور کو آگے لایا جائے۔ مخدوم فیملی بھی یہی چاہتی ہو گی چوں کہ اب انہیں فعال اور موثر کردار ادا کرنا ہو گا۔ ان کی اپنی فیملی میں مخدوم شاہ نواز خطرے کا نشان بن کر ابھر رہے ہیں۔

مخدوم شاہ نواز ایک نہایت ہی مستعد........ جفاکش اور عوام دوست شخصیت بن چکے ہیں۔ اور وہ ہالہ کے باسیوں کو ہم خیال بنا کر مخدوم........ خاندان کو مستقبل میں شکست سے دوچار کر سکتے ہیں۔ گو کہ مخدوم شاہ نواز نے حالیہ انتخابات میں کامیابی حاصل نہیں کی۔ لیکن ہالہ کی سیاست پر دسترس رکھنے والے ان دس ہزار ۱۰۰۰۰ ووٹوں کو ایک اچھی ابتداء قرار دے رہے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے نیک تمناؤں کا اظہار کرتے ہیں۔ اس لئے بھی اپنی بقاء کے لئے مخدوم صاحب کے صاحب زادگان کے لئے یہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ گومگو کی کیفیت سے نکلیں ورنہ ان کے ہاتھوں سے موروثی قیادت نکل سکتی ہے۔ اور باگ ڈور کسی اور کے ہاتھ آ سکتی ہے۔

معیارِ تعلیم کی زبوں حالی

نوید احمد خان

تعلیم کو ہر دور میں زندگی کی ناگزیر ضرورت سمجھا گیا ہے کسی بھی قوم کے عروج و زوال کا بہت گہرا تعلق اس قوم کے نظام تعلیم سے ہوتا ہے کیونکہ نظام تعلیم اس قوم کے بنیادی تصورات، نظریات، نصب العین، مطمع نظر اور عزائم کا آئینہ دار ہوتا ہے۔

دوسرے الفاظ میں ہم یہ کہہ سکتے ہیں کہ کسی قوم کی ترقی اور خوشحالی کا دارومدار اس قوم کے تحقیق اور بہتر نظام تعلیم پر ہوتا ہے۔ جس قوم کا نظام تعلیم ناقص ہو وہ قوم کبھی ترقی نہیں کر سکتی۔

امریکہ کی قومی زندگی میں جب بھی کوئی بحران یا تناؤ پیدا ہوتا ہے یا جب بھی کوئی کمزوری نظر کے سامنے آتی ہے تو وہ اس کے اسباب کا سراغ اپنے نظام تعلیم میں لگانے کی کوشش کرتے ہیں ہر مسئلے کے بارے میں وہ یہ سوچتے ہیں کہ اس کا تعلق نظام تعلیم کی خرابی سے ہے اور نظام تعلیم کو بہتر بنا کر اس مسئلہ کو حل کیا جاسکتا ہے۔

دیار غیر سے آنے والے ماہرین کسی ملک کی تعلیمی، معاشی، اقتصادی، سیاسی اور معاشرتی ترقی کا اگر ایک نظر میں مطالعہ کرنا چاہیں تو وہ اس ملک کے نظام تعلیم کو دیکھتے ہیں اور اس سے اندازہ لگالیتے ہیں کہ یہ ملک ترقی کی کس منزل پر کھڑا ہے۔

ان تمام باتوں کے باوجود ہمارے ملک میں تعلیم اور تعلیمی نظام کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی بلکہ اس شعبہ کو سب سے زیادہ نظر انداز کیا جاتا ہے صوبائی وزارت ہو یا وفاقی وزارت سب سے کمزور آدمی کو تعلیم کی وزارت دے دی جاتی ہے جب تعلیمی مشاورت کا موقع آتا ہے تو مشاورت کمیٹی میں "اندھا بانٹے ریوڑیاں اپنوں اپنوں کو" کے مقولے پر عمل کرتے ہوئے ایسے لوگوں کو شامل کیا جاتا ہے جن کا تعلیم کے شعبہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا اور ماہرین تعلیم اور اساتذہ کو نظر انداز کردیا جاتا ہے۔

آج ہمارا معیار تعلیم روز بروز گرتا جارہا ہے پرائمری طلبہ بنیادی تعلیمی مہارتوں میں ناقص ہیں جبکہ طلبہ اس منزل پر پورے نہیں اترتے اعلیٰ تعلیم اعلیٰ ہونی چاہئے لیکن ایسا نہیں ہے وہ فکری اور عملی صلاحیتوں کے لحاظ سے ادنیٰ ہی نظر آتے ہیں ان میں تحقیق فکر و عمل کی بہت کمی ہے عملی مواد پر ان کی گرفت بہت کمزور ہے ان میں وہ قائدانہ صلاحیتیں نہیں جو اس منزل کے طلبہ میں ہونی چاہئیں۔

مگر مسئلہ یہ ہے کہ یہ تمام صلاحیتیں طلبہ میں کیونکر پیدا ہوسکتی ہیں جب کہ تعلیمی اداروں میں سال میں صرف چھ ماہ پڑھائی ہوتی ہے چھ ماہ گرمیوں، سردیوں اور سرکاری چھٹیوں کے علاوہ ہنگاموں، سیلاب وغیرہ اور تعلیمی اداروں کے امتحانی مراکز بننے کی صورت میں ہوتی ہے اور جو چھ ماہ پڑھائی ہوتی ہے وہ بھی نہ ہونے کے برابر اس کی پہلی وجہ جو ہم پہلے بیان کرچکے ہیں وہ ہے اساتذہ کا معیار تعلیم خراب ہونا اس کے علاوہ کبھی استاد کا پڑھانے کا موڈ نہیں ہوتا تو کبھی طلبہ پڑھائی میں دلچسپی نہیں لیتے معیار تعلیم خراب ہونے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ اساتذہ کی تنخواہیں انتہائی کم ہیں۔ انہیں بہت ہی کم مراعات حاصل ہیں شاید اسی وجہ سے وہ صرف طلبہ پر اتنی توجہ دیتے ہیں جتنی انہیں تنخواہ ملتی ہے۔

ان تمام باتوں سے قطع نظر، بڑے شہروں میں پھر بھی تعلیمی معیار بانسبت چھوٹے شہروں اور دیہی آبادی کے اچھا ہے کیونکہ وہاں اب بھی جاگیرداری کا نظام چل رہا ہے جاگیردار اور زمین دار جو بھی چاہتے ہیں اپنے علاقوں میں کراتے پھرتے ہیں انہیں کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں وہ جس کو چاہیں پڑھنے دیں جس کو چاہیں پڑھنے سے روک دیں جس کو چاہیں پاس کرادیں جس کو چاہیں فیل کرادیں اور یہ کوئی تہمت نہیں یہ حقیقت ملک کے ہر شخص پر عیاں ہے کہ جاگیردار اور زمین دار طبقہ کس کس طرح سے غریب طبقہ کا استحصال کرتے ہیں اس کے علاوہ جس وقت ملک کے وزیراعظم مرحوم ذوالفقار علی بھٹو تھے تو انہوں نے ہندوؤں کا تعلیمی اداروں میں دو فیصد کوٹہ رکھا تھا تاکہ اقلیت اکثریت پر غالب نہ آجائے مگر اسلامی نظام کے علمبردار داعی جناب مرحوم ضیاء الحق صاحب نے نجانے کن ناگزیر وجوہات کی بناء پر اس کوٹہ کو سرے سے ختم کردیا اور ہندوؤں کو مکمل آزادی دے دی کہ وہ جس طرح چاہیں مسلمانوں کا استحصال کریں شاید اس کی وجہ ضیاء الحق صاحب کی جی ایم سید صاحب سے دوستی ہو جو کہ اسلام اور پاکستان کے سخت دشمن ہیں لیکن ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں مگر ہمیں اس بات سے غرض ہے کہ اس کوٹہ کے خاتمے کے بعد سے ہر سال ہندو طلبہ میں سے کوئی نہ کوئی ضرور اول دوئم یا سوئم پوزیشن حاصل کرتا ہے اور جو ہندو طلبہ یہ پوزیشن نہیں لے پاتے ان کے کم از کم ستر فیصد نمبر لازمی آتے ہیں جس کی وجہ سے بڑی تعداد میں ہندوؤں کو یونیورسٹی اور کالج وغیرہ میں داخلے ملتے ہیں اور اس تعداد سے فائدہ اٹھا کر ہندو طلبہ مختلف طریقوں سے پہلے تو مسلمانوں کو ہی آپس میں لڑاتے ہیں ورنہ خود ان پر تشدد کرتے ہیں کہ وہ درسگاہ سے بھاگ جاتے ہیں یہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کی تعلیمی درسگاہیں ہیں جن میں مسلم طلبہ علم حاصل نہیں کرسکتے اور ان تمام باتوں کی کوئی خاص وجہ نہیں ہے وجہ صرف اتنی ہے کہ ہمارے تعلیمی محکموں کے افسران بالا بڑی بڑی رشوتیں لے کر اپنے ضمیر کو بیچ چکے ہیں یہ اپنے بچوں کو بیرون ملک تعلیم کے حصول کے لئے بھیج دیتے ہیں اور یہاں کے غریب لوگوں پر ظلم کرتے ہیں لیکن وہ وقت ضرور آئے گا جب ان سے ان کے کرتوتوں کا حساب ہوگا لیکن ہم اس حساب کتاب سے پہلے ان کے لئے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل سلیم عطا فرمائے۔

سالانہ خریدار بن جائیے

اگر آپ اب تک ہفت روزہ "احوال" کے سالانہ خریدار نہیں ہیں تو نیچے دیئے ہوئے ٹوکن کے ساتھ مبلغ **تین سو روپیہ** بذریعہ چیک / منی آرڈر / پے آرڈر / نقد بنام "احوال ویکلی"، کراچی، ۶۱۲۔ ریجنسی مال (ریوتی شاپنگ سینٹر) شاہراہِ عراق۔ صدر، کراچی کے پتہ پر بھیج کر سالانہ خریدار بن جائیے۔ تاکہ آپ کو ایک سال تک آپ کے دیئے ہوئے پتہ پر ہر ہفتہ رسالہ مل سکے۔

ہفت روزہ **احوال** کراچی

۶۱۲۔ ریجنسی مال (ریوتی شاپنگ سینٹر)
شاہراہِ عراق۔ صدر، کراچی۔

جنابِ عالی۔ براہِ مہربانی ہفت روزہ احوال کی سالانہ خریداری کی بابت میری ہدایات قبول کیجئے۔

خریدار کا نام ____________

پتہ ____________

فون نمبر ________ ٹیلکس نمبر ________ فیکس نمبر ________

اس فارم کے ہمراہ میں مبلغ ...... روپیہ کا چیک / پے آرڈر / منی آرڈر یا نقد بنام میسرز "احوال ویکلی" کراچی .. برائے سالانہ خریداری منسلک کر رہا ہوں۔

دفتری کارروائی کے لئے

رسید نمبر ________ تاریخ ________

ضروری یادداشت: ہدایت:- ________

مسلم قوم سے چند سوال

(۱) کیا کویت بیت المقدس سے زیادہ محترم ہے جس کی خاطر الصباح اور سعودی نجدی شیوخ نے دنیا کی تمام قوتوں کو ذاتی خرچ پر صدام حسین کے خلاف اکٹھا کیا ہے۔

(۲) کیا حجاز مقدس کا تحفظ وہ کرنا چاہتے ہیں جنہوں نے جنت البقیع اور جنت المعلیٰ کو بذریعہ بلڈوزر گراؤنڈ کی شکل دے دی ہے۔

(۳) کیا ایک صحیح العقیدہ سنی حنفی اور سید (صدام حسین) حضور علیہ اسلام ؐ کے روضہ اقدس پر حملہ کرنا چاہتا ہے اور اسے بچانے کی کوشش وہ کر رہے ہیں جو روضہ اقدس کو (معاذ اللہ) صنم اکبر (بڑا بت) کہتے ہیں۔

(۴) کیا ایسا تو نہیں کہ نجدی جو اولیاء کرام کے سخت ترین دشمن ہیں بہانہ بنا کر بغداد پر حملہ کرانا چاہتے ہوں تاکہ اسی بہانے حضور غوث پاک علیہ رحمتہ کے مزار اقدس کو (معاذ اللہ) گرا سکیں۔ اور کیا عراق میں مقدس مقامات نہیں ہیں جو اسے تباہ کرنے کے لئے نجدی تیار ہو گئے۔

(۵) کہیں پاکستانی نجدی اہل حدیث صرف اس لئے تو واویلا نہیں کر رہے کہ سعودیہ کی شہنشاہیت ختم ہونے پر پیٹرو ڈالر بند ہو جائیں گے جو انہیں پاکستان کو نجدی وہابی اسٹیٹ بنانے کے لئے ملتے ہیں۔

(۶) کہیں نجدیوں سے گٹھ جوڑ کر کے امریکہ نے عرب پر قبضہ تو نہیں جمالیا جیسا کہ امریکی وزیر خارجہ کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ شاید اب ہم کئی برسوں تک واپس نہ جائیں گے۔

(۷) انبیاءؑ اور اولیاءؒ سے مدد مانگنے کو شرک سمجھنے والے کیا یا امریکہ المدد کو عین توحید سمجھتے ہیں۔

(۸) روضہ اقدس کی مبارک جالیوں کو چومنے پر شرک شرک کا واویلا کرنے اور کوڑے برسانے والے امریکی لڑکیوں کے سرعام چومے جانے پر کیا کہیں گے۔

(۹) کیا اسلامی قوانین کے بظاہر عیاش ٹھیکیدار حجاز مقدس میں غیر اسلامی حرکات کرنے والوں کو بھی شرعی سزائیں دے رہے ہیں۔ اور امریکی فوجوں کے لئے شراب اور خنزیر کے گوشت کا خرچہ کون برداشت کر رہا ہے سعودی نجدی حکومت جواب دے۔

عالم اسلام کی ایک مضبوط ترین قوت کو ختم کرنے کے لئے تمام صیہونی قوتوں کے اتحاد کے بعد بھی ہم یہی موازنہ کرتے رہیں گے کہ ہماری کس نے امداد کی تھی اور کس نے نہیں کی یہ خود غرضی نہیں ہے تو اور کیا ہے عالم اسلام کے لئے دشمنی نہیں ہے۔

(۱۰) حضور علیہ السلامؑ کے میلاد پاک منانے کو بدعت کہنے اور برہم ہونے والے نجدی اپنے ہی ملک میں عیسائیوں کو کرسمس ڈے منانے کی اجازت دینے پر کیونکر مجبور ہو گئے۔

(۱۱) کیا انڈیا سے مقبوضہ کشمیر، مشرقی پاکستان، سیاچین گلیشیر وغیرہ آزاد کرا لئے تھے جو پاکستانی فوج نجدی حکومت کی حفاظت کے لئے سعودیہ بھیج دی گئی ہے۔

(۱۲) کیا ہماری فوج فہد کے اس محل کی حفاظت کے لئے تو نہیں گئی جس کے بیس ہزار ستون ہیں اور جس میں ایک لاکھ مرکری بلب چوبیس گھنٹے جلتے رہتے ہیں یا اس فہد کی حفاظت کے لئے جس کے حرم میں سو سے زائد لونڈیاں موجود ہیں۔

(۱۳) کیا نجدی اس لئے تو عراقی صدر کو یہودیوں سے مل کر ختم نہیں کرنا چاہتے کہ وہ مسلمانوں کو متحد اسلامی معیشت کو مضبوط اور بیت المقدس کو آزاد دیکھنا چاہتا ہے اور اسرائیل کا وجود عرب میں برداشت نہیں کر سکتا۔

(۱۴) کیا عراق کی فوجی طاقت مسلم قوم کی قوت نہیں ہے کیا عراق کے صدر صدام کے اس بیان پر کہ امریکہ اسرائیل کی پشت پناہی چھوڑ دے اور بیت المقدس سمیت فلسطینی علاقے خالی کرا دے تو ہم کویت خالی کر دیں گے کسی نے سنجیدگی سے غور کیا۔ کویت ہی تو یہودیوں کے لئے شجرِ ممنوعہ ثابت ہوا ہے۔

(۱۵) کویت کو ایک عیاش حکمران (جس کی ستر بیویاں تھیں اور ساٹھ ارب ڈالر کا مالک تھا) سے آزاد کرانے والے کو جارح کہنے والے بیت المقدس پر قابض اسرائیل کو جارح کیوں نہیں کہتے اور اپنی جنگی توپوں کا غلیظ منہ ادھر کیوں نہیں پھیرتے۔ اور کیا کسی کے گھر کو لوٹ کر پھر اس کی امداد کرنے کو احسان مندی کہا جاتا ہے۔

(۱۶) شریعت کا ڈھنڈورا پیٹنے والے جب برسر اقتدار آ گئے تو شریعت بل کہاں گیا۔ اور اب نیازی اور قاضی (مت ماری گئی والوں میں) کیوں شمار ہونے لگے ہیں (ان للہ وان الیہ راجعون)

(۱۷) عورت کی حکمرانی کے خلاف گرجنے والے آج اسمبلی میں عورت کے خلاف بل کیوں نہیں پاس کراتے۔

(۱۸) ایک ماہ کے اندر شریعت بل پاس کرانے والوں کی یاد دہانی کے لئے عرض ہے کہ اب ان کے اقتدار کا تیسرا مہینہ شروع ہو چکا ہے خدارا وزارت کی ہڈی کو اب تھوک دیجئے۔

کاش پاکستانی قوم خصوصاً سنی حنفی منافقوں کو پہچان لیں اور نظام مصطفیٰ کے نفاذ میں مخلص قائد عظیم عاشق مصطفیٰ مولانا شاہ احمد نورانی جیسی عظیم شخصیت کا دامن تھام لیں پھر دیکھئے وطن عزیز کتنی جلدی حقیقی فلاحی اسلامی مملکت کے روپ میں ابھرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہودیوں عیسائیوں اور نجدیوں کے شر سے محفوظ رکھے۔ (آمین)

... کے اشتعال عوام بھی جذبہ شہادت سے اٹھی ہی ... جبکہ عراقی عوام انہوں نے اعلان کیا کہ ... بھر میں اس وقت عراق کے لئے مجاہدین کی تعداد دو لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے اور جمعیت علمائے پاکستان ... ترتیب دے رہی ہے جس میں ڈاکٹر، کمپاؤنڈرز، انجینئر، ریٹائرڈ فوجی، اور دوسرے لوگ شامل ہیں۔ انہوں نے واشگاف الفاظ میں کہا کہ میں نے اور جنرل غفاری نے مع رفقاء اپنی خدمات عراق کے لئے وقف کر رکھی ہیں۔ انہوں نے کہا اس ضمن میں میں نے بحیثیت جنرل سیکرٹری مولانا نورانی میاں کے حکم پر صدر پاکستان اور وزیراعظم کو لیٹر لکھے ہیں کہ جمعیت علمائے پاکستان کے مجاہدین کو عراق جانے کی اجازت دی جائے مگر ایک ہفتہ گزرنے کے باوجود ہمیں حکومت کی جانب سے کوئی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔ انہوں نے کہا ہم نے حکومت ایران اور عراقی سفارتخانے سے بھی رابطہ قائم کر رکھا ہے جیسے ہی ہمارے عراقی مسلمان بھائیوں نے ہمیں مدد کے لئے پکارا تو ہم ان کے شانہ بشانہ صیہونی اور طاغوتی طاقتوں سے ٹکرائیں گے جس پر کافی دیر تک فضاء الجہاد الجہاد، لبیک لبیک، صدام حسین اسرائیل پر بم گراؤ ہم تمہارے ساتھ ہیں، عالم اسلام کی پہچان صدام حسین صدام حسین کے نعروں سے گونجتی رہی جنرل کے ایم اظہر نے کہا اقوام متحدہ بش اور پاکستانی حکومت بینجمن سسٹرز کا کردار ادا کر رہے ہیں انہوں نے کہا جو شخص گھر سے حریف بن کر نکلے وہ سلامتی اور امن کا داعی کیسے ہو سکتا ہے؟ جنرل کے ایم اظہر نے کہا پاکستان کے عوام کی [illegible] عراق کے ساتھ ہیں جب کہ حکومت امریکہ کی [illegible] ہے انہوں نے کہا حکومت کو چاہئے کہ وہ عوامی جذبات کا احترام کرتے ہوئے اپنی ناقص خارجہ پالیسی کو تبدیل کرے ورنہ کوئی بلاؤ کے آگے آج تک کوئی نہیں ٹھہر سکا ہے۔

جمعیت علمائے پاکستان کے پارلیمانی لیڈر علامہ سید حامد سعید کاظمی جو کہ جہاز لیٹ ہونے کی وجہ سے تاخیر سے پہنچے تھے مرکزی ناظم چوہدری محمد یعقوب کے ہمراہ جب وہ ٹرک پر سوار ہو کر عوام کے سامنے آئے تو عشق مصطفیٰ کے پروانوں نے ان کا والہانہ استقبال کیا اور قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی نے صاحبزادہ حامد کاظمی کو خطاب کرنے کی دعوت دی تو حضرت صاحبزادہ سید حامد سعید کاظمی نے مختصر سے خطاب میں کہا کہ میں جمعیت علمائے پاکستان کے پارلیمانی لیڈر کی حیثیت سے حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ فوری طور پر قومی اسمبلی کا فوراً خصوصی اجلاس [illegible] خلیج کی صورت حال کے علاوہ پاکستان کی خارجہ پالیسی پر عام بحث کی جائے انہوں نے کہا خلیج کا مسئلہ کویت کی حد تک محدود نہیں ہے اب اس کا حلقہ وسیع تر ہوتا جا رہا ہے اور صیہونی و طاغوتی طاقتیں بغداد شریف میں مقدس مقامات پر بم برسا رہی ہیں لہذا ایک مسلمان کے لئے کویت سے زیادہ بغداد شریف اور نجف اشرف و کربلا معلی پر یہودی سعودی یلغار کو روکنا اشد ضروری ہو گیا ہے۔ انہوں نے کہا مسلمان کی شان یہ ہے کہ وہ کٹ تو سکتا ہے مگر باطل کے آگے جھک نہیں سکتا ہے۔ علامہ حامد سعید کاظمی نے کہا عراق کے صدر صدام حسین نے امت مسلمہ کو جینے کا سلیقہ سکھا دیا ہے یہی وجہ ہے کہ آج ہر مسلمان کے علاوہ اغیار کے دلوں پر بھی صدام حسین نقش ہو چکا ہے۔ انہوں نے کہا آج وقت کا تقاضہ ہے کہ یہودیت کے خاتمے اور بیت المقدس کی آزادی کے لئے ہم صدر صدام حسین کا ساتھ دیں۔ انہوں نے برملا کہا کہ میں قائد اہلسنت مولانا شاہ احمد نورانی کے حکم پر پارلیمنٹ کے اندر بھی وہی کردار ادا کروں گا جو آج ہم بر سر عام کر رہے ہیں۔

جمعیت علمائے پاکستان کے مرکزی سربراہ امام ربانی، قائد لاثانی مولانا شاہ احمد نورانی نے جہاد ریلی سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ سامراجی یزیدیوں نے عراق کے معصوم بچوں، عورتوں، بوڑھوں اور شہریوں کا پانی اور بجلی بند کر کے عراقی مسلمانوں پر ایک اور کربلا قائم کر دی ہے لیکن یہودیوں اور سعودیوں کو علم ہونا چاہئے کہ عراق کے غیور مسلمان ایسی کربلا سے گزر چکے ہیں اب [illegible] بھی آئے تو وہ اس کا مردانہ وار مقابلہ کرنے کی [illegible] صلاحیتیں رکھتے ہیں انہوں نے کہا جب بھی [illegible] سے پکار [illegible] آئے تو پاکستان کا بچہ بچہ اس میں شریک ہو گا۔ انہوں نے کہا حکومت نے منتخب قومی اسمبلی اور سینٹ کی منظوری کے بغیر امن مشن شروع کر کے اور عراق کے خلاف سعودی عرب میں فوج بھیج کر قومی اسمبلی اور سینٹ سے عدم اعتماد کا اظہار کیا ہے۔ انہوں نے کہا عراق کی سرزمین پر امریکی اور اس کے اتحادی وحشیانہ بمباری کر رہے ہیں عراق کو جانے والی پانی کی سپلائی لائن بند کر دی گئی مگر ہماری حکومت کی منطق یہ ہے کہ مسلمانوں کا قتل عام کرنے والی یہودی لابی کی حمایت کر رہی ہے انہوں نے کہا اس کے باوجود صدر صدام حسین نے حضرت امام حسین کی یاد تازہ کر دی ہے انہوں نے کہا ایک طرف یہودی، سعودی، عیسائی اور اتحادی پوری قوت سے مسلمانوں کو ختم کرنے کے درپے ہیں جب کہ دوسری جانب اکیلے صدر صدام حسین کے ساتھ خدا اور رسول کے علاوہ کروڑوں مسلمانوں کی دعائیں ہیں جو ان کی کامیابی و کامرانی کا اصل سبب ہیں۔ انہوں نے کہا انشاء اللہ پاکستان میں امریکی درندوں، ان کے اتحادیوں اور ایجنٹوں کا حشر بھی وہی ہو گا جو صدام حسین ان کے ساتھ کر رہے ہیں انہوں نے کہا اسلامی جمہوری اتحاد اب اسلامی امریکی اتحاد بن چکا ہے اور ہماری حکومت اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے خدا کی بجائے امریکہ سے امداد لینے کے لئے مختلف ڈرامے کر رہی ہے۔ امام ربانی مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا حرمین شریفین کو صدام حسین سے کوئی خطرہ نہیں ہے اگر خطرہ ہے تو امریکہ اور یہودیوں سے جنہیں عیاش عرب حکمرانوں نے گھر میں داخل کر رکھا ہے انہوں نے کہا حرم کعبہ اور حرم نبوی کی حفاظت صدام خود کرے گا۔ انہوں نے کہا عرب کے روسیاہ عیاش فہد نے خدا اور رسول کو چھوڑ کر یہودیوں سے مدد لی ہے جو اس کے باطل عقیدے ہی کی نہیں بلکہ مولحد ہونے کی بھی صحیح غمازی ہے کہ مشرکوں سے مدد لینے والے اب بھی موحد [illegible] ہیں مولانا نورانی نے کہا صدام اسلام اور پاکستان کی جنگ لڑ رہا ہے لہذا اس موقع پر پاکستانی حکومت کو صدام کی کھل کر حمایت کرنا چاہئے نورانی میاں نے خبردار کیا کہ عالم اسلام ہوش کے ناخن لے ورنہ عراق کے بعد امریکہ کا اگلا نشانہ ایران اور پاکستان ہو سکتے ہیں۔ انہوں نے اس بات کو دہرایا کہ [illegible] فریضہ امن مشن امریکی خوشنودی ہے جو قوم سے ایک فراڈ کیا گیا ہے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ پاکستان میں مقیم امریکی سفیر [illegible] کو فوری طور پر ملک سے نکال دیا جائے اور اسلام آباد میں سی آئی اے کے دفتر کو بند کیا جائے۔ مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا صدام حسین نے اسرائیلی [illegible] حکومت تل ابیب پر میزائل گرا کر صلاح الدین ایوبی کی یاد تازہ کر دی ہے یہ صدام حسین کا تاریخی کارنامہ ہے پہلا موقع ہے کہ کسی مسلمان حکمران نے یہودیوں کے دل (تل ابیب) پر میزائل مارے ہیں مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا ہم اس دن کے منتظر ہیں جب صدام حسین کے قدم بیت المقدس کی جانب بڑھیں گے تو ہمارے قدم بھی ان کے ساتھ ہوں گے۔ انہوں نے کہا عراق کی سرزمین پر یہودی اور عیسائی جس طرح بمباری کر رہے ہیں وہ منظر ہمیں خون کے آنسو رلا رہا ہے انہوں نے کہا ہم عرصہ دراز سے عیاش حکمرانوں کو برداشت کرتے آ رہے ہیں لیکن اب وقت آ گیا ہے کہ بیت المقدس کو آزاد کرانے کے لئے ان عیاش حکمرانوں سے بھی نجات حاصل کی جائے اس پر عوام نے دونوں ہاتھ بلند کر کے پرجوش نعرے لگائے بعد ازاں مولانا نورانی نے خود نعرے لگوائے امریکہ کا جو یار ہے۔ اسلام کا غدار ہے

باقی صفحہ پر

جہاد فی سبیل اللہ وقت کی ضرورت ہے

طارق محمود نقشبندی

وقاتلو ھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ

یہ دنیا خیر اور شر دونوں کا مسکن ہے اور دونوں کو اپنے اپنے طور پر کام کرنے کی مکمل آزادی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ دونوں آپس میں ٹکراتی رہتی ہیں اور ایک دوسرے سے پنجہ آزمائی کرتی رہتی ہیں۔ اسلام بھی دنیا میں نیکی و بھلائی کا علمبردار بن کر آیا ہے اس لئے یہ ایک فطری بات تھی کہ اس کی بھی راہ روکی جائے۔

چنانچہ آغاز اسلام سے ہی بدی کی تمام قوتیں پوری طاقت کے ساتھ اس کے مقابلے میں آکر رکاوٹ بن گئیں ان رکاوٹوں کو دور کرنے کے لئے امت مسلمہ پر یہ فرض عائد کر دیا گیا ہے کہ وہ ان رکاوٹوں کو ہٹانے کے لئے بھرپور جدوجہد کریں اور اپنی تمام تر صلاحیتیں بروئے کار لاکر ہر رکاوٹ کو اس طرح ختم کر دیا جائے کہ روئے زمین پر صرف اور صرف اللہ ہی کے دین کا جھنڈا بلند نظر آئے۔

جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد فرمایا گیا وقاتلو ھم حتی لاتکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ۔ (ترجمہ..... اور ان سے (کفار سے) قتال کرو یہاں تک کہ فتنہ و فساد باقی نہ رہے اور دین تمام کا تمام اللہ کے لئے ہو جائے)

اسی جدوجہد کو شریعت نے جہاد فی سبیل اللہ کا نام دیا ہے۔ کیونکہ جہاد کے لغوی معنی ہیں کسی کام کے لئے اپنی پوری کوشش اور طاقت صرف کر دینا۔ لہٰذا جو کوشش جدوجہد، طاقت و ہمت اللہ تعالیٰ کی رضا کے لئے صرف کی جائے، اسے جہاد فی سبیل اللہ کہتے ہیں۔ اس لحاظ سے جہاد کی مختلف صورتیں ہوں گی لیکن اسلام نے اصولی طور پر مختلف حالات کے لئے جہاد فی سبیل اللہ کی تین شکلیں مقرر کر دی ہیں۔

نمبر ا..... داخلی جہاد نمبر ۲..... دعوتی و فکری جہاد نمبر ۳..... مسلح جہاد

نمبر ا..... داخلی جہاد.....

داخلی جہاد کا مطلب یہ ہے کہ خود اسلامی معاشرے میں جو برائیاں سر اٹھائیں ان کے خلاف جدوجہد کی جائے اور ان کو ختم کر کے نیکیوں کو پروان چڑھایا جائے۔

نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ جس کسی نے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کے احکام کو پس پشت ڈالنے والوں کے خلاف اپنے ہاتھوں سے جہاد کیا وہ مومن ہے اور جس نے اپنی زبان سے جہاد کیا وہ بھی مومن ہے، جس نے اپنے قلب (میں برائی کو برا جاننے سے) سے جہاد کیا، وہ بھی مومن ہے اور اس کے بعد رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان کا کوئی درجہ نہیں ہے۔

قرآن پاک میں بھی اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا واعدو الھم مااستطعتم من قوۃ ومن رباط الخیل

اللہ تعالیٰ کے احکامات اور اس کے پیارے نبیؐ کی نورانی تعلیمات سے روگردانی کرنے والوں کے خلاف تم اپنی توفیق اور استطاعت کے مطابق پوری قوت سے اور گھوڑے رکھ کر مقابلے کے لئے تیار رہو۔

بلاشبہ اسلامی معاشرے کو برائیوں سے پاک کرتے رہنے کی یہی تین صورتیں ممکن ہیں جن کو درج بالا قول رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں جہاد فی سبیل اللہ سے تعبیر کیا گیا ہے۔ انہی کوششوں کو بعض احادیث میں تغیر منکر کہا گیا ہے۔ جیسا کہ سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے جس شخص کو بھی کوئی برائی نظر آئے تو چاہئے کہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے۔ اگر اس کی طاقت نہیں رکھتا تو اپنی زبان سے کوشش کرے۔ لیکن اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو اپنے دل میں اس سے سخت نفرت کرے اور یہ ایمان کا سب سے نچلا درجہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد امت مسلمہ کا اجتماعی فریضہ ہے۔ اس فریضہ سے نہ تو افراد بری الذمہ ہیں اور نہ سربراہان ریاست بلکہ اپنی اپنی حیثیت کے مطابق اس عظیم ذمہ داری میں سبھی شریک ہیں۔ سورۃ توبہ میں ہے۔ والمومنون والمومنات بعضھم اولیاء بعض یامرون بالمعروف وینھون عن المنکر۔ مومن مرد اور مومن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں وہ بھلائی کا حکم دیتے ہیں اور برائی سے روکتے ہیں۔ گویا برائی سے روکنا اور بھلائی کا حکم دینا ہر مسلمان مرد و عورت کی صفت ہے۔ اس لئے مسلمان جب قوت اقتدار کے مالک ہوں تو ان کا ذمہ داری یہ قرار پائی۔

الذین ان مکنا ھم فی الارض اقامو الصلوٰۃ واتو الزکوٰۃ وامروا بالمعروف ونھو عن المنکر۔

یہ ہیں وہ لوگ کہ اگر ہم انہیں زمین میں اقتدار بخشیں تو نظام صلوٰۃ اور نظام زکوٰۃ قائم کرتے ہیں اچھائی کی تلقین کرتے ہیں اور برائیوں سے منع کرتے ہیں۔

نمبر ۲ دعوتی و فکری جہاد

دعوتی و فکری جہاد سے مراد یہ ہے کہ غیر مسلموں کی طرف سے اسلام کے خلاف جن شبہات کو پیش کیا جائے یا اعتراضات اٹھائے جائیں ان کا مناسب، درست اور دندان شکن جواب دے کر اسلام کی حقانیت و عظمت کو دوبالا کرنا اور کوئی اعتراض یا دلیل مخالفین کی جواب دیئے بغیر نہ چھوڑی جائے۔

مکی دور مسلمانوں کے لئے سراسر اسی جہاد کا دور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دے رکھا تھا فلا تطع الکفرین و جاھد ھم جھادا کبیرا۔ پس تم منکرین اسلام کا کہنا نا مانو اور قرآن کے ذریعے ان سے پورا پورا جہاد کرتے رہو۔ چنانچہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اپنے صحابہ کو اسی جہاد کی ترغیب دیتے ہوئے فرمایا۔

جاھدوا المشرکین باموالکم و انفسکم و السنتکم۔ (ابو داؤد شریف) مشرکوں سے اپنے مالوں، اپنی جانوں اور اپنی زبانوں سے جہاد کرو۔ لیکن یہ دعوتی و فکری اور استدلالی جنگ کس انداز سے لڑی جائے اس کے لئے بھی قرآن کریم نے ایک اصولی طریقہ بتاتے ہوئے فرمایا۔

ادع الی ربک بالحکمۃ والموعظۃ الحسنۃ۔

اپنے رب کے راستے کی طرف لوگوں کو حکمت اور اچھی نصیحت کے سبب دعوت دو۔

کرنے والے اللہ تعالیٰ کے نزدیک ان کا بہت بڑا رتبہ و مقام ہے ان کو رحمتیں، جنتیں اور پھر رب کی رضا تک حاصل ہوتی ہے جو انسان کی سب سے پیاری مراد ہے۔

ایک اور مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لکن الرسول والذین امنوا معہ جاھدوا باموالہم وانفسہم و اولئک لھم الخیرات و اولئک ھم المفلحون۔ اعد اللہ لھم جنت تجری من تحتھا الانھر خلدین فیھا ذلک الفوز العظیم۔

رسول کریم علیہ السلام اور ان پر ایمان لانے والے جنہوں نے اپنی جان و مال سے جہاد کیا ان کیلئے بھلائیاں ہیں اور یہی فلاح کو پہنچنے والے ہیں۔ تیار کر رکھی ہیں اللہ تعالیٰ نے ان کیلئے جنتیں جن کے نیچے نہریں جاری ہوں گی اور وہ ان میں ہمیشہ رہیں گے یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالیٰ مجاہدین کو اپنی رحمتوں، خوشنودیوں اور درجات سے نوازتے ہوئے فرماتا ہے۔

ترجمہ۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے مومنوں سے ان کے جان و مال خرید لئے ہیں جنت کے بدلے وہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مارتے ہیں اور مارے جاتے ہیں اس کے ذمہ کرم پر سچا وعدہ تورات، انجیل اور قرآن میں ہے اور اللہ سے زیادہ قول میں کون پورا ہے؟ پس خوشیاں مناؤ اپنے سودے کی جو تم نے اپنے رب سے کیا اور یہی بڑی کامیابی ہے۔

راہ خدا میں جان و مال خرچ کر کے جنت پانے والے ان مجاہدین کی ایک تمثیل ہے جس سے کمال لطف و کرم کا اظہار ہوتا ہے کہ پروردگار عالم نے انہیں جنت کا عطا فرمانا ان کے جان و مال کے عوض قرار دیا اور اپنے آپ کو خریدار فرمایا۔ یہ کمال عزت افزائی ہے کہ وہ ہمارا خریدار بنے اور ہم سے خریدے اس چیز کو جو نہ ہماری بنائی ہوئی ہے اور نہ پیدا کی ہوئی۔ جان ہے تو اسی کی پیدا کی ہوئی مال ہے تو اسی کا عطا کردہ۔ بلکہ سب کا مالک وہ خود ہی ہے لیکن پھر بھی وہ ذات اپنے انعام و اکرام اور اپنی خاص برکت سے ہمیں نواز رہی ہے۔

مجاہد چونکہ اپنے گھر بار، اہل و عیال، خویش و اقارب، کاروبار اور راحت و آرام سب کو چھوڑ کر اعلائے کلمۃ الحق کی خاطر راہ خدا میں جان کی بازی لگانے کیلئے نکل کھڑا ہوتا ہے تو رب العالمین نے اسی ایثار کی بناء پر قیامت تک ملت اسلامیہ کی قسمت کو شہداء کے خون سے وابستہ کر دیا اور گھر واپس لوٹنے تک مجاہد کو نماز روزے کا ثواب ملتا رہتا ہے۔ تاجدار مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے والے کی مثال ہمیشہ روزے رکھنے اور قیام کرنے والے جیسی ہے جو نماز پڑھنے سے تھکے اور نہ روزہ رکھنے سے یہاں تک کہ گھر واپس آ جائے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجاہدین کے فضائل بیان کرتے ہوئے نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا۔

جو اللہ کی راہ میں جہاد کیلئے نکلے اسے نہیں نکالتی اپنے گھر سے کوئی غرض مگر اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور اس کے کلمات کی تصدیق۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ شہادت کے ذریعے جنت میں داخل فرماتا ہے یا اسے غازی بنا کر اجر عظیم و مال غنیمت عطا فرما کر گھر واپس لوٹاتا ہے جس گھر سے وہ نکلتا ہے۔ حضرت عطا بن یسار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم علیہ السلام نے فرمایا کیا تمہیں میں وہ آدمی نہ بتاؤں جس کا رتبہ سب سے بلند ہو ہم نے عرض کی ضرور بتایئے یا رسول اللہ۔ تو آپ نے فرمایا وہ شخص جو اپنے گھوڑے کی لگام پکڑ کر راہ خدا میں جہاد کے لئے نکلے اس کے بعد وہ شخص سب سے بڑے رتبے والا ہوگا جو بکریاں لیکر ایک طرف ہو جائے۔ نماز پڑھے، زکوٰۃ ادا کرے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دو شخص ایسے ہونگے جن پر اللہ تعالیٰ ہنسے گا (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے)

ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کیا ہوگا لیکن دونوں جنت میں جائیں گے۔ ایک وہ جس نے راہ خدا میں جہاد کیا اور قتل ہوا دوسرا اس کا قاتل جس نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی پھر جہاد کیا اور شہادت پائی۔ حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے مجاہدین کے فضائل بیان فرماتے ہوئے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے نہیں ہوتا کوئی زخمی اللہ کی راہ میں مگر اللہ ہی بہتر جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں زخمی ہوتا ہے لیکن وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا اور اس کی خوشبو مشک کی طرح ہوگی۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں نبی کریم علیہ السلام جب قبا کی طرف جاتے تو ام حرام بنت سلمان کے گھر تشریف لے جاتے وہ آپؐ کو کھانا پیش کرتیں۔ ایک مرتبہ وہ کھانا کھلانے کے بعد آپؐ کے سر مبارک کے بال مبارک دیکھنے لگیں تو آپؐ سو گئے جب بیدار ہوئے تو مسکرا رہے تھے۔ تو وہ عرض کرنے لگیں یا رسول اللہؐ کس چیز نے آپ کو ہنسایا تو آپؐ نے فرمایا مجھے امت کے کچھ لوگ دکھائے گئے جو اللہ کی راہ میں جہاد کرنے کیلئے سمندر کی پیٹھ پر سوار ہیں جیسے بادشاہ تخت پر۔ ام حرام نے عرض کی یا رسول اللہ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمالے۔ تو آپؐ نے دعا فرمائی اور پھر سو گئے کچھ دیر کے بعد مسکراتے ہوئے پھر اٹھے اور حضورؐ نے فرمایا مجھے میری امت کے کچھ غازی دکھائے گئے جو ایسے بیٹھے ہیں جیسے بادشاہ تخت پر۔ عرض گزار ہوئیں کہ یا رسول اللہؐ دعا کیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے ان میں شامل فرمالے۔ تب ان نبیؐ نے فرمایا کہ تم پہلی جماعت میں ہو راوی کا بیان ہے کہ ام حرام حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے زمانے میں سمندری سفر پر اٹھیں تو اپنی سواری سے گر کر جاں بحق ہو گئیں۔

سمندری مجاہدین کے بارے میں رحمت دو عالم نے فرمایا سمندر میں ایک جنگ خشکی کی دس جنگوں سے افضل ہے۔ الغرض دین اسلام کے اصولوں کے مطابق راہ خدا میں جہاد کرنے والوں کے قرآن وحدیث میں بے شمار فضائل بیان ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے مجاہدین اسلام کو بے پناہ رحمتوں، نعمتوں، درجات و انعامات اور برکات سے نوازا ہے۔ اللہ تعالیٰ ملت اسلامیہ کو جذبہ جہاد سے سرشار کرے۔

عطاء اسلاف کا ورد جنوں کر
شریک زمرہ لا یحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
میرے مولا مجھے صاحب جنوں کر

مال دنیا

ایک شخص سوتے میں ہمیشہ پیشاب کر دیا کرتا تھا اس کی بیوی نے کہا کہ یہ آپ کو کیا ہو گیا ہے کہ ہر روز بستر پر پیشاب کر دیتے ہو۔ اس نے کہا کہ میں خواب میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ مجھ کو سیر کے لئے لے جاتا اور جب مجھ کو حاجت ہوتی ہے کسی جگہ بٹھا کر کہتا ہے کہ پیشاب کر لے میں پیشاب کر دیتا ہوں، بیوی نے کہا کہ شیطان تو جنات میں سے ہے۔ جن کے بڑے تصرفات دیئے گئے ہیں ان سے کہنا کہ ہم فقر و فاقہ میں رہتے ہیں ہم کو کہیں سے روپیہ دلا دے، اس نے کہا بہت اچھا اب اگر خواب میں آیا تو ضرور کہوں گا حسب معمول خواب میں پھر شیطان آیا اس نے کہا کم بخت تو مجھ کو ہمیشہ پریشان کرتا رہا ہے ہم پریشانی میں مبتلا ہیں ہم کو کہیں سے روپیہ نہیں دلاتا شیطان نے کہا تو نے مجھ سے پہلے کیوں نہیں کہا، روپیہ بہت ہے غرض ایک جگہ لے گیا اور وہاں سے بہت سا روپیہ اسے اٹھوا دیا اور اس روپے کا اس قدر اسے بوجھ محسوس ہوا کہ بوجھ سے پاخانہ نکل گیا جب آنکھ کھلی تو بستر پر پاخانہ تو موجود ہے اور روپیہ کا پتہ بھی نہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

اقبال احمد اختر القادری

حضور تاجدار مدینہ سرکار دو عالم نور مجسم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانی صفات و کمالات جلیلہ کی شبیہ علامت و حسن سلوک کا پیکر، زہد و تقویٰ کا پیکر، جرات و شجاعت کا مجسمہ، دنیائے فقاہت کا آفتاب، امام المسلمین امام اعظم ابو حنیفہ حضرت شیخ سیدنا نعمان بن ثابت بن زوطی بن ماہ رحمۃ اللہ علیہ ۸۰ھ میں اس دنیائے آب و گل میں رونق افروز ہوئے۔
(تاریخ بغداد، مسند امام اعظم)

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ چونکہ ایک تاجر گھرانے میں پیدا ہوئے اس وجہ سے شروع میں آپ کی تمام توجہ اپنے آبائی کام کی جانب رہی لیکن چونکہ خاندانی وجاہت و عزت ایسی تھی کہ بے علم بھی نہ رہے بلکہ کچھ نہ کچھ سیکھتے رہے۔ رب کائنات عزوجل نے جس کام کے لئے آپ کو پیدا فرمایا تھا اس کے آثار آپ کی روشن پیشانی میں شروع سے ظاہر ہو رہے تھے جو کہ حضرت امام شعبی کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے دیکھ لئے تھے چنانچہ ایک دن آپ بازار جا رہے تھے راستے میں امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ جو کہ کوفہ کے مشہور عالم تھے ان کا مکان تھا جب آپ ان کے مکان کے سامنے سے گزرے تو انہوں نے یہ سمجھ کر کہ کوئی نوجوان طالب علم ہے پاس بلایا اور دریافت کیا کہ کہاں جا رہے ہو؟ آپ نے ایک سوداگر کا نام لیا تو حضرت امام شعبی کوفی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میرا مطلب ہے کہ تم پڑھتے کس سے ہو؟ آپ نے افسوس کے ساتھ جواب دیا کہ کسی سے نہیں اس پر حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ "مجھے تمہارے اندر قابلیت کے جوہر نظر آرہے ہیں لہٰذا تم علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو" اس نصیحت کا آپ کے دل پر اثر ہوا اور تعلیم حاصل کرنے کے شوق نے آپ کے دل میں گھر کر لیا اور نہایت اہتمام سے تحصیل علم پر آپ جلد ہی متوجہ ہو گئے۔
(حدیث النعمان)

حضرت امام اعظم سیدنا نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ شروع سے ذہین تھے اس لئے اکثر علماء، فقہاء کی صحبتوں اور مجالس میں شریک ہونے لگے، آپ کا شرعی اور فقہی مسائل کی جانب زیادہ رجحان تھا اور یہی دلچسپی آپ کو حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کے مکتب تک لے آئی۔ آپ نے بہت جلد فقہ پر عبور حاصل کر لیا اور مزید اکتساب کے لئے حضرت حماد رحمۃ اللہ کے مکتب میں ہی رہے۔ ایک مرتبہ حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کو کہیں جانے کا اتفاق ہوا تو آپ نے ان کی غیر موجودگی میں تقریباً ساٹھ مسائل کے فتوے جاری کئے بعد حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ نے جب ان مسائل اور ان کے جوابات کو ملاحظہ کیا تو تقریباً چالیس مسائل کے جوابات سے اتفاق کیا۔ اب امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مزید توجہ دینی شروع کی اور حضرت حماد رحمۃ اللہ علیہ کی ہر مجلس و محفل میں اپنی شرکت کو لازمی بنالیا۔ فقہ کے ساتھ ساتھ آپ نے علم حدیث کی تحصیل بھی جاری رکھی۔

حضرت امام موفق بن احمد مکی رحمۃ اللہ علیہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے تقریباً چار ہزار اساتذہ سے استفادہ کیا۔ جن میں حضرت انس رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابو دوفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے جلیل القدر صحابہ کرام اور حضرت ابو جعفر محمد بن علی، حضرت عطا ابن رباح، حضرت حکم بن عتبہ، حضرت عدی بن ثابت الانصاری، حضرت شعبہ بن حجاج اور حضرت ابو بکر بن عاصم رحمۃ اللہ علیہ تعالیٰ علیہم اجمعین جیسے اکابر علماء و مشائخ شامل ہیں۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کو خدا تعالیٰ نے حسن سیرت کے ساتھ جمل صورت بھی عطا فرمایا تھا۔ میانہ قد، خوش رو اور موزوں اندام تھے، گفتگو نہایت شیریں اور آواز بلند و صاف تھی کیسا ہی پیچیدہ مضمون ہو نہایت فصاحت سے اور صفائی سے ادا فرما دیتے تھے۔ آپ نہایت متقی و پرہیزگار تھے اکثر چپ چاپ رہ کر غور و فکر کرتے رہتے آپ فرماتے ہیں کہ کوئی شخص مسئلہ پوچھتا ہے اور مجھے معلوم ہوتا تو جواب دیتا ورنہ خاموش رہتا۔ (مسند امام اعظم)

حضرت امام عبدالوہاب شعرانی شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "امام اعظم ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کا مذہب تمام مجتہدین کے مذاہب میں سب سے اولین مدون ہونے والا مذہب ہے اور بعض اہل کشف کے قول کے مطابق سب سے آخر میں ختم ہوگا۔"
(میزان الکبریٰ)

فقہ شافعی کے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "تمام لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کے پروردہ ہیں۔ تمام فقہا ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) کی عیال ہیں۔ ایک مرتبہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے کسی نے دریافت کیا کہ کیا آپ نے امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا تھا؟ تو فرمایا ہاں! میں نے انہیں ایسا شخص پایا کہ اگر وہ اس ستون کو سونے کا ثابت کرنا چاہتے تو اپنے علم کے زور پر وہ ایسا کر سکتے تھے۔ (تاریخ بغداد)

درج بالا کتاب میں حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے زہد و تقویٰ اور عبادت کے متعلق مستند اقوال منقول ہیں۔ حضرت ابو عاصم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کثرت نماز کی وجہ سے امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو لوگ (عوام الناس) "میخ" کہنے لگے تھے۔ جبکہ حضرت عبداللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے کہ جب وہ کوفہ پہنچے تو انہوں نے لوگوں سے دریافت کیا کہ اس شہر میں سب سے زیادہ پارسا کون ہے؟ تو ہر شخص کا ایک ہی جواب ہوتا تھا کہ ابو حنیفہ (رحمۃ اللہ علیہ) سے زیادہ کوئی متقی نہیں۔ حضرت امام رازی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ آپ (امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ) کہیں جا رہے تھے کہ آپ کے قدم کی ٹھوکر سے کیچڑ اڑ کر قریبی مکان کی دیوار پر جا لگی آپ سوچنے لگے کہ اگر کیچڑ اکھاڑ دی جائے تو دیوار صاف ہو جائے گی مگر دیوار کے ذرات بھی ساتھ آ جائیں گے اور اگر کیچڑ رہنے دیا جائے تو دیوار خراب ہو جائے گی ابھی آپ یہ سوچ ہی رہے تھے۔ صاحب خانہ جو کہ ایک یہودی تھا، آیا یہ دی...

رحمۃ اللہ علیہ کا مقروض بھی تھا اس نے جو آپ کو دیکھا تو یہ گمان کیا کہ آپ قرض کا تقاضا کرنے آ رہے ہیں تو چھپ گیا۔ جب آپ علیہ الرحمۃ نے فرمایا کہ میں اپنا قرض معاف کرتا ہوں کہ اگر تم بیمار ہو تو حضور معاف کرو، جس کی وجہ سے تمہیں بیمار ہونا ہو گیا ہو وہی ہے جس کو بے وجہ تم خائف ہو کر آ رہے ہو میں وہ بچنے کا پہلے مجھے اپنے دین میں شامل فرما کر مجھے دل کی آسودگی دو اور آپ نے معاف فرما دیئے۔

ایک مرتبہ ایک چور کسی مکان میں داخل ہوا اور چوری کرنے کے بعد جانے لگا تو صاحب خانہ نے اسے دیکھ لیا۔ چور نے جب یہ جانا کہ صاحب خانہ نے اسے دیکھ لیا ہے تو شمشیر کے زور پر صاحب خانہ سے یہ حلف لیا کہ اگر میرے چور ہونے کے بارے میں کسی سے ذکر کیا تو اس کی بیوی کو تین طلاق ہو جائیں گی۔ اس شخص نے یہ حلف تو اٹھا لیا لیکن بعد میں بہت پریشان ہوا کہ چور اس کے سامنے ہے اور یہ کسی کو بتا نہیں سکتا آخر کار اس نے امام الفقہاء امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے رجوع کیا۔ حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد کے امام اور موذن سے کہا کہ شہر کے جتنے بدنام افراد ہیں ان سب کی دعوت کر دی جائے جب وہ دعوت کھا کر جائیں تو ایک ایک کے بارے میں امام و موذن اس شخص سے پوچھیں کہ کیا یہ آپ کا چور ہے؟ جو چور نہیں ہے اس پر یہ شخص جواب دیتا جائے اور جب چور سامنے آئے تب یہ خاموش رہے، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور آپ کی اس حکمت سے وہ چور پکڑا گیا۔ ایسے لاتعداد واقعات ہیں جن سے اکتساب علم کرنے والے آج بھی مستفیض ہوتے اور آپ کے فہم کی داد دیتے ہیں۔ اگرچہ دنیائے فقاہت کا یہ آفتاب ۱۵۰ھ میں غروب ہو گیا لیکن اس کی فکر انگیز تعلیمات گزشتہ چودہ صدیوں سے مسلسل ہزاروں مسلمانوں کو دین اسلام کا مطیع کئے ہوئے ہیں ہر دور کے اکابر فقہا نے آپ کے علم و تقویٰ اور ذات اقدس کو احترام و استحسان کی نظر سے دیکھا اور آپ کی تعلیمات کی روشنی میں جدید دور کے مسائل کے حل اخذ کئے۔

فقہ حنفی پر دنیا کے تقریباً ہر گوشے میں کام ہوا ہے مگر برصغیر پاک و ہند میں فقہ حنفی پر دو ہی بڑے کام ہوئے ہیں ایک تو فتاویٰ عالمگیری (جو کہ (۱۰) دس جلدوں پر مشتمل ہے) اور دوسری فتاویٰ رضویہ (جو کہ تقریباً ہزار ہزار صفحات پر مشتمل بارہ (۱۲) ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے) فتاویٰ عالمگیری کو شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے زمانے کے چالیس جلیل القدر علماء سے مرتب کیا جبکہ فتاویٰ رضویہ کو اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تن تنہا تصنیف فرمایا۔ اس کے علاوہ ہزاروں کتابیں فقہ حنفی پر لکھی اور طباعت کی جا چکی ہیں جو کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے فیوض و برکات کا نتیجہ ہیں۔

دنیائے اسلام کے تقریباً تمام مشہور و معروف مشائخ کرام و علماء جن میں حضرت خواجہ غریب نواز رحمۃ اللہ علیہ، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مفتی اعظم ہند شاہ مصطفےٰ رضا خان علیہ الرحمۃ، حضرت شاہ محمد مظہر اللہ رحمۃ اللہ علیہ، حضرت فقیہ الہند شاہ محمد مسعود محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ جیسی عظیم ہستیاں شامل ہیں فقہ حنفیہ ہی کے پیروکار تھے۔ اور بقول "ابن خلدون" تقریباً پورا مشرق ہمیشہ حنفی مسلک سے متعلق رہا ہے۔

ایک مرتبہ جب آپ حضور تاجدار مدینہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے مشرف ہوئے (خواب میں) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کی جانب مخاطب ہو کر فرمایا کہ ابو حنیفہ تمہیں اس لئے پیدا کیا گیا ہے کہ میری سنت کو ظاہر کرو۔ اسی طرح آپ علیہ الرحمۃ جب دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہوئے اور السلام علیکم یا سید المرسلین "صلی اللہ علیہ وسلم" کہا تو روضہ اطہر سے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ یا سید المسلمین کا جواب عطا ہوا۔"

> آپ کی عبادت و ریاضت کا اس سے بھی اندازہ ہوتا ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی عبادت و ریاضت کا اس سے بھی اندازہ ہو سکتا ہے کہ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی اور ہر رات پورا قرآن پاک "الم" سے "والناس" تک ختم فرماتے۔

آپ کے حلقہ میں حضرت حماد بن نعمان، حضرت امام ابو یوسف، حضرت امام محمد، حضرت اسد بن عمرو

حضرت خارجہ بن مصعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم جیسی جلیل القدر ہستیاں نمایاں ہیں۔

حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا وصال قید خانے میں بغداد شریف میں ہوا جو کہ اس بات کا مظہر ہے کہ آپ نے خلیفہ ابو جعفر منصور کے عہدہ قضا کو ٹھکرا دیا تھا اور زندان کو گلے لگایا تھا۔ ۱۴۶ھ میں منصور نے آپ کو قید کیا۔ آپ نے قید خانے میں بھی درس و تدریس کا سلسلہ جاری رکھا۔ آپ کے شاگرد حضرت امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے قید خانے میں ہی تعلیم حاصل کی اور جید فقیہ بن کر ابھرے۔ بعض مورخین نے کتب سیرت امام اعظم میں یہ ذکر کیا کہ قید خانے میں آپ کو روزانہ کوڑے لگائے جاتے تھے اور اسی سزا کے زیر اثر آپ ۱۵ رجب کی ایک شب ۱۵۰ھ میں بحالت سجدہ شہادت سے سرفراز ہوئے۔ بعض مورخین نے روایت کی ہے کہ منصور نے امام علیہ الرحمۃ کو بے خبری میں زہر دلوایا، جب ان کو زہر کے اثرات محسوس ہوئے تو سجدہ کیا اور اسی حالت میں وصال فرمایا۔

چونکہ آپ کا ہر سو چرچا تھا اس لئے آپ کی شہادت کی خبر بہت جلد دور دور تک پھیل گئی اور لوگوں کا سمندر کی مانند ٹھاٹیں مارتا ہوا ہجوم امنڈ کر بغداد میں آگیا۔ غسل سے فراغت کے بعد اتنا ہجوم تھا کہ پہلی مرتبہ نماز جنازہ میں تقریباً پچاس ہزار لوگوں نے شرکت کی چونکہ ابھی آنے والوں کا سلسلہ قائم تھا یہی وجہ ہے کہ چھ مرتبہ نماز جنازہ پڑھی گئی۔ اور بعد تدفین کے بھی ۲۰ روز تک لوگوں نے آپ کے مزار پر انوار پر نماز جنازہ ادا کی۔ جو قبول عام امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس وقت حاصل تھا کسی کو کب حاصل ہو سکتا ہے۔
(مسند امام اعظم ص ۲۹)

محمد رمضان انصاری

امام مہدی علیہ السلام اور ۱۴۱۱ھ

حضرت امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کے سلسلہ میں راقم کا ایک مضمون انہی صفحات میں شائع ہو چکا ہے۔ جس کو پڑھ کر چند احباب نے استفسار کیا کہ صاحب آپ کا مضمون پڑھ کر ہمیں ایسا لگا کہ شاید آپ یہ کہنا چاہتے ہیں حضرت امام مہدی علیہ السلام اسی سال کے ماہ رمضان المبارک میں تشریف لانے والے ہیں؟ میں نے کہا چلئے اگر میں نے ایسا ہی سمجھا ہے تو پھر؟ کہا اگر وہ اتنی جلدی نہ آئے تو؟ اور وہ یہ کہتے ہوئے عجیب سے مخمصے میں نظر آرہے تھے۔ میں نے ان کے سوال کرنے کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ اس میں گھبرانے یا پریشان ہونے کی کوئی بات نہیں ہے۔ یہ تو ایک تجزیہ ہے اور آپ نے بے شمار تجزیے ایسے دیکھے اور پڑھے ہوں گے جو حقیقت سے بہت دور صرف لفاظی پر مشتمل ہوتے ہیں۔ جن میں اگرچہ مگرچہ چوں کہ چنانچہ کے علاوہ کچھ نہیں ہوتا۔ جب کہ راقم کے اس تجزیئے کا ماخذ احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے جسے بہرحال اپنے وقت مقررہ پر پورا ہونا ضروری ہے۔ یہ بات الگ ہے کہ وقت متعین کرنے میں مجھ سے غلطی ہوئی ہو.......... اور دیگر یہ کہ.......... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دوسری تمام سچی باتوں کی طرح یہ بات بھی انشاء اللہ العزیز ضرور بالضرور درست ثابت ہوگی۔ یہ میرا ایمان ہے۔ بلکہ تمام مسلمانوں کا ایمان ہے۔ لیکن یہ نہیں ہو سکتا کہ حضرت امام مہدی علیہ السلام تشریف ہی نہ لائیں۔ تشریف لائیں گے اور ضرور لائیں گے۔ کب لائیں گے؟ یہ اللہ اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) بہتر جانتے ہیں۔ راقم نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روشنی میں جو کچھ سمجھا اسے قارئین کے سامنے رکھ دیا۔

لیکن ایک بات میں پھر کہوں گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان اور حالات حاضرہ کو پیش نظر رکھیں تو راقم کا تجزیہ کچھ غلط بھی نظر نہیں آتا۔ ساتھ ہی یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ یہ مضمون لکھنے کا میرا ایک مقصد یہ بھی تھا اور ہے کہ قارئین جہاد کے لئے تیار ہو جائیں اور کم سے کم ابھی سے یہ فیصلہ کرلیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کے مطابق آئندہ حالات کیا ہوں گے اور انہیں کس کا ساتھ دینا ہوگا لہٰذا اپنے آپ کو ذہنی طور پر ابھی سے انہیں لوگوں میں شامل کیجئے جو امام مہدی علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے۔

اب ایک ذاتی کوشش کا ثمر قارئین کی نذر کرتا ہوں۔ یہ بھی حرف آخر نہیں ہے۔ لیکن ان میں ہندسوں کا جو ربط ہے دیکھئے کتنا عجیب ہے؟ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب لوگ امام مہدی علیہ السلام سے بیعت کے لئے کہیں گے تو پہلے آپ انکار فرمائیں گے۔ پھر غیب سے ایک آواز آئے گی۔

"ھذا خلیفۃ اللہ المھدی فاسمعوا لہ واطیعوہ"

ترجمہ۔ یہ اللہ کے خلیفہ امام مہدی ہیں ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ اب اسی جملے کو ابجد کے حساب وکتاب کی روشنی میں الٹ پھیر کر کے دیکھتے ہیں۔ اس جملے میں ایک کھلا ہوا راز پوشیدہ ہے۔

(۱) سب سے پہلے اس جملے کو دیکھیں کتنے ہیں۔ یہ کل چونتیس ۳۴ حروف بنتے ہیں۔ اور اس چونتیس "۳۴" کا قلبی عدد "۷" بنتا ہے اور وہ اس طرح

۳ + ۴ = ۷

(۲) آگے چلئے ابجد کے حساب سے اس جملے کے کل نمبر "۱۹۸۷" بنتے ہیں اور وہ اس طرح۔

حرف	نمبر	حرف	نمبر
ھ	۵	ف	۸۰
ز	۷۰۰	ا	۱
ا	۱	س	۶۰
خ	۶۰۰	م	۴۰
ل	۳۰	ع	۷۰
ی	۱۰	و	۶
ف	۸۰	ا	۱
ۃ	۵	ل	۳۰
ا	۱	ہ	۵
ل	۳۰	و	۶
ل	۳۰	ا	۱
ہ	۵	ط	۹
ا	۱	ی	۱۰
ل	۳۰	ع	۷۰
م	۴۰	و	۶
ھ	۵	ہ	۵
د	۴		
ی	۱۰		۴۰۰

۱۵۸۷

اس طرح ان کا مجموعہ "۱۹۸۷" ہوا۔ اب اس کا بھی قلبی عدد نکالئے تو "۷" ہی بنے گا اور وہ اس طرح۔

۱ + ۹ + ۸ + ۷ = ۲۵

= ۲ + ۵ = ۷

(۳) نمبر تین یہ کریں کہ اس جملے کے ہر حرف کے جتنے نمبر ہیں ان میں سے صفر کو چھوڑ دیجئے اور جو ہندسے شمار ہو سکتے ہیں انہیں شمار کریں اور وہ اس طرح

حروف صفر چھوڑ کر باقی ہندسے

ھ ۵ ا ۱ ف ۸ ر ۶

انٹرویو: عقیل حقانی

فسٹ ڈان بلیک بیلٹ کراٹے ماسٹر

محمد انور کہتے ہیں، مارشل آرٹ اعتماد پیدا کرتا ہے

[illegible]
[illegible]

یہ خوبی ہم نے اقبال کے شاہین میں دیکھی ہے یا پھر کل ہی بھی اور زندہ ہستی کے ایک باصلاحیت نوجوان محمد انور میں دیکھی ہے جو کہ مارشل آرٹ کے ذریعے دن رات ایک عظیم مقصد کے لئے مصروف جدوجہد ہیں۔ ہم نے سوچا کہ اس باصلاحیت نوجوان سے آج اپنے قارئین کی ملاقات کروائی جائے یوں ہم سنبھل کر انور علی کے پاس جا پہنچے جو ٹائیگر گینگ کراٹے کلب کراچی کے چیف انسٹرکٹر ہیں۔

محمد انور کراچی کے ماہر ترین کراٹے ماسٹرز میں سے ہیں جنہوں نے اپنی محنت سے اپنے فن کا لوہا منوایا ہے آپ خوبصورت اور منفرد کراٹے اسٹائل کے علاوہ کئی خوبیوں کے مالک ہیں۔ خوش لباس، خوش اخلاق ہونٹوں پر ہر دم مسکراہٹ ہو کسی کے کہنے آنا ان خوبیوں کے مجموعے کا نام محمد انور ہے۔ جو کہ خوف خدا اور حب رسول کے جذبے سے معمور ہیں۔

ہم نے پہلا سوال محمد انور سے پوچھا جناب یہ کراٹے کیا ہے؟

ج۔ کراٹے مارشل آرٹ کی ایک قسم ہے جس کے معنی ہیں "خالی ہاتھ" یہ ایک بین الاقوامی معروف کھیل ہے اسکے علاوہ بھی دیگر مارشل آرٹس ہیں مثلاً کنگفو، تائی کوانڈو وغیرہ مگر حقیقت یہ ہے کہ تمام مارشل آرٹس نے کراٹے کے طفیل شہرت پائی ہے کراٹے کے بھی کئی اسٹائل ہیں مثلاً شوتوکان۔ کیوکیشن کئی بانڈو وغیرہ وغیرہ۔

س۔ آپ نے کراٹے کی تربیت کیوں اور کہاں سے حاصل کی؟

ج۔ کیوں کا جواب تو یہ ہے کہ ہمیں بچپن سے کراٹے سیکھنے کا شوق تھا اور یہی شوق ہمیں ۱۹۸۱ء میں طائی کراٹے سینٹر لے گیا جہاں ہم نے ڈیڑھ سال گرینڈ ماسٹر محمد اشرف طائی کے زیر نگرانی کراٹے کی ابتدائی تربیت حاصل کی ۱۹۸۲ء کے اواخر میں میں نے ٹائیگر گینگ کراٹے کلب میں جوائن کیا جہاں سری لنکا کے ماسٹر پرشاد پردیالا کراچی کو تربیت دیتے تھے ماسٹر پرشاد سے میں نے ۲ سال تربیت لی اور گرین بیلٹ حاصل کی اسکے بعد میں نے محترم نسیم احمد قریشی بلیک بیلٹ فرسٹ ڈان سے ۳ سال تربیت لی اور آخر کار جولائی ۱۹۸۷ء کو شوتوکان پاکستان کے چیف ماسٹر نوید محمود بلیک بیلٹ تھرڈ ڈان کے ذریعہ بلیک بیلٹ حاصل کی۔

س۔ آپ نے شوتوکان اسٹائل کیوں اختیار کیا؟

ج۔ جب میں نے ٹائیگر گینگ کراٹے کلب جوائن کیا تو ماسٹر پرشاد پردیالا جو کہ شوتوکان اسٹائل کے ماہر تھے کلب کے انسٹرکٹر تھے پھر یہ اسٹائل کراٹے کا سب سے زیادہ مقبول۔ خوبصورت اور خطرناک ترین اسٹائل ہے اس کی بنیادی خاصیت اسکا وقار ہے اس کے کرائیکاز ڈوجو میں اور عملی زندگی میں بھی باوقار نظر آتے ہیں۔

س۔ کراٹے کی تربیت لیتے وقت آپکے پیش نظر کیا مقاصد تھے؟

ج۔ تربیت حاصل کرتے وقت ابتداء سے ہی میرے ذہن میں رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان تھا کہ "طاقتور مومن کمزور مومن سے افضل ہے" اسکے پیش نظر میں نے سوچا جب تک بازوؤں میں قوت نہ ہوگی ہم برائی کے خلاف کیسے عملی جہاد کر سکیں گے۔ یوں ہم نے معاشرہ کی برائیوں کے خاتمے کے لئے یہ تربیت لی۔

س۔ کراٹے کے میدان میں آپ کی کیا نمایاں کارکردگی رہی ہے؟

ج۔ میں نے کراچی چیمپئن شپ میں کئی مرتبہ پہلی دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی ہے جبکہ آل پاکستان اور نیشنل چیمپئن شپ میں کراچی اور سندھ کی نمائندگی کی ہے اسکے علاوہ کراچی اور اندرون ملک بہت سے نمائشی مقابلوں اور مظاہروں میں نمایاں کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔

س۔ کیا آپ بھی بلاک اور برف کی سلیں توڑ سکتے

باقی صفحہ پر

بقیہ، تاریخ عالم

[illegible] گیا ہے۔ بہرحال
[illegible] ۱۹۹۱
[illegible] سعودی عرب [illegible]
[illegible] عراق کے
[illegible] والے
[illegible] گئی ہے
[illegible] ہو
[illegible] بھی
[illegible] عراق اور سعودی عرب [illegible] ملکوں میں
[illegible] جنگ [illegible] گر اب دیکھنا یہ ہے
کہ [illegible] کی پیش گوئی [illegible] اور ماہرین
[illegible] جنگ یہودیوں اور عربوں میں نہیں
[illegible] عربوں میں ہو رہی ہے۔ لیکن [illegible]
یہودیوں اور مسلمانوں میں ہے۔

بہرحال مسلمانوں کا عقیدہ تو یہ ہے کہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی عزت بخشتا ہے اور ذلت دیتا ہے۔ آج بھی اللہ تعالیٰ اس جنگ کو اس [illegible] اور عربوں کی دشمنی کو دوستی میں بدل سکتا ہے۔ ناسٹراڈیمس کی پیش گوئی غلط ثابت ہو سکتی ہے۔ کیونکہ ناسٹراڈیمس صرف مستقبل میں جھانک کر دیکھنے کی خداداد صلاحیت رکھتا تھا مستقبل کو بنانے بگاڑنے کی طاقت نہیں۔

بقیہ بعید نہیں کہ

صلح کرو گے اور واپسی پر تمہاری قوت ایک شاندار فتح پر ختم ہوگی کہ اچانک ایک عیسائی صلیب اٹھائے گا اور نعرہ لگائے گا کہ صلیب جیت گئی تو مسلمانوں میں سے کسی کو غیظ آ جائے گا اور وہ اس کو قتل کر دے گا۔ پھر اس واقعہ پر رومی تم سے غداری کریں گے تو مسلمان اپنے اسلحہ کی طرف لپکیں گے۔ پھر ایک جنگ ہوگی جس میں اللہ تعالیٰ اس پورے لشکر کو شہادت کی موت عطا فرمائے گا۔" خیر القرون میں مغربی ممالک اور عیسائی قوموں کو "روم" اور "رومیوں" کے نام سے "ہی پکارا جاتا تھا اور حضورؐ نے جن لوگوں کو "تم" کہہ کر مخاطب فرمایا وہ یہ عرب ہی تو تھے۔ اس سے زیادہ صاف اور واضح بات ہمیں اور کہاں سے مل سکتی ہے۔ ہمارے لئے اس وقت غور طلب بات یہ ہے کہ کیا مسلمانان پاکستان کے لئے توبہ اور رجوع الی اللہ کا وقت اب بھی نہیں آیا؟

بقیہ، بیت المقدس

المقدس پر اسرائیل قابض ہو گیا۔ ابھی بھی القدس خالی کرا کر اسرائیلی یہودیوں سے آزاد کرایا جائے اور اسرائیلیوں کے خلاف اعلان جہاد کیا جائے۔

ایک جانب عراق اکیلا عالمی جنگ لڑ رہا ہے جبکہ اس کے مدمقابل امریکی فوج اور دیگر ۲۸ ممالک بھی برسر پیکار ہیں لیکن عراقی فوج آج عراقی اور اسلامی عوام کے ساتھ جنگ کر رہی ہے۔ یہ عراقی بیت المقدس کی آزادی کے لئے عراقی فوج اور امریکی ممالک کی فوجوں کے درمیان ہو رہی ہے۔ لیکن عالم اسلام کی دعائیں آج صدر صدام حسین کے ساتھ ہیں۔ اور یقینا فتح و نصرت انشاء اللہ عراقی مسلمانوں کو ہوگی۔ بیت المقدس آزاد ہوگا۔ فلسطینی اپنے وطن میں باعزت زندگی گزار سکیں گے۔ اس کا سہرا عراق کے صدر مجاہد اسلام صدام حسین کے سر بندھے گا۔ جبکہ امریکہ اور اس کی اتحادی فوجوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑے گا۔

تمام اسلامی ممالک کو چاہئے کہ وہ آج کے نازک اور اہم ترین موڑ پر متحد و منظم ہو جائیں۔ ہوش کے ناخن لیں اور عراق کا کھل کر ساتھ دے کر یہودی سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کریں۔ تاکہ پوری روئے زمین پر اسلام کی حکومت قائم ہو سکے۔

بقیہ، عظیم شخصیت

اس کے الفاظ یہی ہوتے ہیں کہ کویت خالی کر دو کوئی یہ کہتا نظر نہیں آتا کہ فلسطین آزاد کر دو۔

فرزند اسلام صدام حسین نے آج اگر قبلہ اول کو یہودیوں سے آزاد کرانے کا تہیہ کر لیا ہے تو اٹھائیس ملکوں کی فوج اس کے مقابلے میں نکل آئی ہے عرب کے عیاش شہزادوں کے لئے لمحہ فکریہ ہے جو ستر بیویوں سے کم بیویاں نہیں رکھتے جو آج ایک مسلمان کے مقابلے میں غیر مسلموں کا ساتھ دے رہے ہیں امریکہ جو اپنے آپ کو دنیا کی سپر پاور کہلوانے کا دعویٰ رکھتا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہیں کہ سپر پاور صرف اور صرف اللہ تبارک و تعالیٰ کی ذات ہے اور صدام حسین کو اللہ کی ذات پر پورا بھروسہ ہے۔ امریکہ نے آج تک کسی اسلامی ملک سے جنگ کر کے نہیں دیکھی اور اب جب کہ وہ عراق کے مقابلے کے لئے میدان میں اتر چکا ہے تو عراق اسے ایسا سبق سکھائے گا کہ وہ پھر کبھی بھی کسی اسلامی ملک سے جنگ نہیں کرے گا اور دنیا کو منہ دکھانے کے قابل بھی نہیں رہے گا (انشاء اللہ)

امریکہ کا یہ خیال ہے کہ وہ عراق کا ریڈیائی نظام ناکارہ بنا دے گا لیکن اسے یہ علم نہیں ہے کہ عراق پاکستان اس نظام کے بغیر بھی اپنا مشن پورا کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔

میں اس موقع پر [illegible] کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں اور اس کے موقف کی تائید کرتا ہوں کہ اگر کویت سے عراق کی فوجوں کی واپسی ضروری ہے تو پھر عرب مقبوضہ علاقوں سے اسرائیلیوں کو بھی نکل جانا چاہئے۔

پاکستانی عوام کا ولولہ صدام حسین کو دعائیں دے رہا ہے لیکن حکومت پاکستان نہ تو ایک مسلمان ملک ہونے کے ناطے اپنے اور اسلامی ملک کا ساتھ دے رہی ہے اور نہ ہی عوام کو اس محبوب لیڈر کے پاس جانے کی اجازت دے رہی ہے چاہئے تو یہ تھا کہ حکومت پاکستان اسلامی ہونے کی وجہ سے فلسطین کو آزاد کروانے میں عراق کا کھل کر ساتھ دیتی کیونکہ یہ کام صرف عراق کا نہیں بلکہ پوری اسلامی برادری کا ہے۔ اس حکومت نے اپنی فوج سعودی عرب میں خانہ کعبہ کی حفاظت کے لئے بھیج دی ہے ہر کوئی اپنے گھر کی حفاظت خود کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ بھی اپنے گھر کی حفاظت کرے گا اور عراق بھی کوئی غیر مسلم ملک نہیں اور صدام حسین کوئی غیر مسلم نہیں جو یہ سوچیں گے کہ پہلا حملہ مقدس مقامات پر کیا جائے۔ ان کا جنگ کرنے کا مقصد بھی یہ ہے کہ مقدس مقامات کو یہودی طاقتوں سے پاک کرایا جائے۔

میرا دعویٰ ہے کہ انشاء اللہ فتح اسلام کی ہوگی اور اللہ تعالیٰ اور حضور پاک صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نظر عنایت سے شیر اسلام کو سرخروئی نصیب ہوگی اور امریکہ کا حشر ہیروشیما اور ناگاساکی کی تباہی سے زیادہ بدتر ہوگا (انشاء اللہ)

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اسلام کے اس ہیرو کو کامیاب و کامران کرے آمین

بقیہ، صدام حسین کے گارڈز

صرف فوجی پروپیگنڈہ ہے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ جس طرح لگاتار اس فوج پر بمباری ہو رہی ہے اس کے نتیجہ میں بہت بڑے پیمانے پر تباہی ہوئی ہوگی۔ سامراجی فوجوں کی کوشش یہ ہے کہ صدام حسین کی اس مخصوص فوج کی ریڑھ کی ہڈی توڑ دی جائے۔ امریکی ماہرین کا کہنا ہے کہ اس زبردست بمباری کے نتیجہ میں اس فوج کو کویت چھوڑ کر واپس عراق بھاگنا پڑے گا یا پھر ہتھیار ڈالنے ہوں گے۔ مگر آخری خبریں آنے تک ان مجاہدین کے حوصلے بلند تھے اور انہوں نے اپنے مورچے سنبھال رکھے تھے۔ مگر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ آئندہ چند دنوں میں یہ تباہی، بربادی، موت اور خونریزی کیا رخ اختیار کرے۔

بقیہ: بجھن سسٹرز

انہوں نے کہا ہم نے حکومت سے کہا ہے کہ ہمارے
رضاکاروں کو شرافت سے عراق جانے کی اجازت دے
دو وہ خود کو عذاب الٰہی کے لئے تیار رکھے اسے اللہ کے
حضور جوابدہ ہونا پڑے گا۔ انہوں نے کہا اس وقت
پاکستان کی دس ہزار فوج سعودی عرب میں ہے اسے
واپس آنا چاہئے کیونکہ ان کی روانگی اسمبلی، سینیٹ اور
عوامی مرضی کے خلاف ہوئی ہے اگر ہماری غیور فوج
مسلمان فوج ہے اس کی گولی کسی مسلمان کو نشانہ نہیں
بنائے گی بلکہ اس کی گولیوں کا نشانہ عراقی مسلمان کے
بجائے یہودی اور امریکی بنیں گے۔ انہوں نے کہا یہ
تحفظ حرمین شریفین اور اس مشن کے نام پر شعبدہ
بازیاں محض اپنے حصولی مقاصد اور کچھ لوگ اس
میں سے کمیشن کھانے کے چکر میں پڑے ہوئے ہیں

مولانا شاہ احمد نورانی نے کہا کعبہ معظمہ اور مدینہ منورہ
کو کسی حفاظت کی ضرورت نہیں ہے اس کی حفاظت کی
ذمہ داری تو خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لے رکھی ہے۔
انہوں نے کہا اصل کوئی سیاسی مشن نہیں ہے ہم مذہبی
جنگ لڑ رہے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ
موجودہ اسمبلی کو مسودی کی نظر سے بچائے۔ اللہ اس
اسمبلی کو امریکہ کی نظر سے بچائے اور یہ اپنی پانچ سالہ
مدت پوری کرے اس لئے ہم تحریک نہیں چلانا چاہتے
ہیں ہم تو یہ چاہتے ہیں کہ حکومت کا کیا کردار ہے ہمارا
اصل مقصد اسلام کے دشمنوں اور یہودیوں سے ہے
ہم یہ چاہتے ہیں کہ کویت ایک حقیقت ہے عرب کے
عیاش بادشاہوں نے جو جرم کیا ہے وہ یہ ہے کہ آج
یہودیوں اور عیسائیوں کو حرمین شریفین میں لاکر بٹھا دیا
ہے جس جزیرۃ العرب سے انہیں چودہ سو سال قبل حکم
خداوندی کے مطابق رسول عربی نے نکالا تھا۔ علامہ
شاہ احمد نورانی نے کہا صدام حسین ترقی کی تحریک وہ
دور حاضر کے صلاح الدین ایوبی ہیں جو یہودیوں کو چیلنج کر کے
دشمن کو کاری ضرب لگا چکے ہیں لہٰذا حالات کا تقاضا
ہے کہ مسلمان ممالک بجائے امریکہ کی خوشنودی میں اس کے
جوتے سیدھے کرنے کی بجائے صدام حسین کے قدم
کے ساتھ قدم ملا کر یہودیت و صیہونیت کا مکمل خاتمہ
کر کے بیت المقدس کی عظمت پر اسلام کا پرچم لہرا دیا جائے
جلسہ میں یہ ایک قرارداد بھی منظور کی گئی جس کے اختتام پر
علامہ شاہ احمد نورانی نے خود صدر صدام کو سلام پیش کیا اور سید
طالب حسین گردیزی نے عالم اسلام کے نام صدام
حسین کی امداد کی اپیل کی، کمیٹی و کمیٹی کے لئے
خصوصی دعا کی۔

بقیہ: کراٹے

ہیں۔؟

ج۔ جی ہاں! میں سر، ہاتھ اور کہنی کی ضرب سے
سیمنٹ کے ٹائل اور برف کی سلیں توڑ سکتا ہوں۔ اس کے
علاوہ میں نے کئی دفعہ پیٹ پر کئی من وزنی پتھر رکھوانے
کا مظاہرہ کیا ہے۔

س۔ کراٹے سیکھنے سے آپکو کیا فائدہ پہنچا ہے؟

ج۔ مارشل آرٹ انسان میں ضبط نفس اور اپنی
ذات میں اعتماد پیدا کرتا ہے مارشل آرٹ سیکھنے کے بعد
میں اپنے آپ کو پر اعتماد اور چاق و چوبند محسوس کرتا
ہوں۔

س۔ آپ دن میں کتنی دیر پریکٹس کرتے
ہیں۔؟

ج۔ میں روزانہ صبح ایک گھنٹہ اور شام کو دو گھنٹے
پریکٹس کرتا ہوں۔

س۔ کراٹے کو پاکستان میں مزید فروغ دینے کے
لئے کن اقدامات کی ضرورت ہے؟

ج۔ کراٹے وہ واحد کھیل ہے جس نے بہت مختصر
عرصے میں پاکستان میں اپنے آپ کو منوایا ہے اسکی مقبولیت
میں بروس لی کی فلموں کا بھی بڑا کردار ہے پھر گرینڈ ماسٹر
محمد اشرف طائی صاحب کی بھی بڑی محنت ہے لیکن
حکومت نے آج تک اسکی سرپرستی نہیں کی۔ حکومت
کو چاہئے دیگر کھیلوں کی طرح اسکی بھی سرپرستی کرے
اور ملکی سطح پر قومی سطح پر اسکے ٹورنامنٹ منعقد کروائے
اور کامیاب ٹیموں کو مزید تربیت کے لئے جاپان وغیرہ
بھیجا جائے۔ اس طرح سرکاری نیم سرکاری ادارے بھی
کراٹے کی سرپرستی کریں اور اسکی ٹیمیں بنائیں جس
طرح ہاکی، کرکٹ وغیرہ کی ٹیمیں ہیں کسٹم، پی آئی اے
وغیرہ کی اس طرح سے کراٹے کو Facelities دی
جائیں پاکستان میں بڑا ٹیلنٹ ہے جو کہ اس شعبے میں
بھی پاکستان کا نام روشن کر سکتے ہیں اس کے علاوہ
کراٹے کے مختلف ادارے کمرشلزم کی بجائے اپنا معیار
بلند کرنے پر توجہ دیں

س۔ آج کل آپ کیا کر رہے ہیں۔؟

ج۔ بلیک بیلٹ لیتے وقت میرے ذہن میں تھا کہ
میں معاشرے کی برائیوں کے خاتمے کیلئے اپنا کردار ادا
کروں گا۔ اسی مقصد کے تحت میں عرصہ سے بشیر
لنگ کراٹے کلب کورنگی میں بحیثیت انسٹرکٹر چراغ
سے چراغ جلانے کی کوشش کر رہا ہوں اب تک میں اور
کورنگی میں چھ سو شاگردوں کو تربیت دے چکا ہوں۔

س۔ کوئی خواہش۔؟

ج۔ میری خواہش بزبان اقبال یہی ہے کہ۔

جوانوں کو مری آہ سحر دے
پھر ان شاہیں بچوں کو بال و پر دے

امت مسلمہ کے جوانوں میں اپنی قوم کا فلسطین،
کشمیر افغانستان کا درد پیدا ہو جائے اور وہ میلاوں میں
بہنے کے بجائے اس عظیم مقصد کے تحت اپنی زندگی بسر
کریں اور لا مقصدیت چھوڑ کر عالمگیر غلبہ اسلام کو اپنا
نصب العین بنالیں......

بقیہ: نعت کہنا

اللہ رب العزت نے قرآن حکیم میں سورۃ التوبہ کی
آیت ۲۳ میں فرمایا ہے اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اپنے
باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست نہ بناؤ اگر وہ ایمان سے
بڑھ کر کفر سے محبت رکھیں اور جو کوئی تم میں سے ان کو
دوست بنائے تو وہی ظالم ہے۔

کسی آیت کا انکار قرآن کا انکار ہے اور یہ کفر ہے اور
اس کفر کو کفر تصور نہ کرتے ہوئے سعودی حاکموں نے
واقعات و حالات کو قرآن کریم کی اساسی علم و حکمت سے
کبھی نہیں دیکھا دیکھا تو مادی ضروریات کے حوالوں سے
دیکھا ذاتی تحفظ ذاتی اقتدار دولت کی پیدائش و تقسیم کے
حوالوں سے دیکھا اور اس طرح کے دیکھنے سے بنی نوع
انسان کے لئے فساد پیدا کر دیا اللہ تعالیٰ کا سورۃ التوبہ
آیت ۷۳ میں فرمان ہے "اور جو کافر ہیں وہ ایک
دوسرے کے دوست ہیں اگر تم اللہ تعالیٰ کے حکموں
کے مطابق عمل نہ کرو گے تو زمین میں فتنہ اور بڑا فساد ہو
گا"

شیطان سلطنت اور یہود و نصاریٰ کا
سلطنتوں پر شب خون مارنا اور اللہ کے بندوں پر خطہ
امن سے لشکر کشی کرنا اسلامی نظریہ حیات کے منافی ہی
نہیں قرآن کی رو سے صریحاً غلط ہے۔

بقیہ: نوجوان نسل

سازش کی جا رہی ہے انہیں بے حیائی کی عمیق گہرائیوں
میں دھکیلا جا رہا ہے۔ ان کے اندر سے غیرت و حمیت
کو ختم کیا جا رہا ہے۔

میری پاک دھرتی کے نوجوانو! اٹھو ان حالات کو بدل
ڈالو۔ اس طوفان بے حیائی کے سامنے سینہ سپر ہو جاؤ
جہاد کا علم بلند کرو قوم کی نیا کے کھیون ہار بن جاؤ۔ اٹھو اور
قوم کے بے حس وجود میں احساس کی روح پھونک دو
اٹھو کہ تم نے ہی تو ہمیشہ بحر ظلمات میں گھوڑے
دوڑائے
پاکیزہ کردار و عمل سے ملکی ذرائع ابلاغ کو مجبور کر دو کہ
وہ بے حیائی کو ثقافت کے نام پر فروغ نہ دے۔

خلیج کی موجودہ صورتِ حال

امام انقلاب علامہ شاہ احمد نورانی کے ایمان افروز خطاب

کی آڈیو کیسٹ مندرجہ ذیل عنوانات پر دستیاب ہیں

۱. شاہ نجد کے ہاتھوں حجازِ مقدس کی بے حرمتی (کراچی)
۲. خائنِ حرمین (خصوصی پریس کانفرنس)
۳. ثانی صلاح الدین ایوبی صدام حسین کے روپ میں (جلسہ آرام باغ۔ کراچی)
۴. غازئ اسلام صدام حسین (جلسہ پریس کلب)
۵. جیے صدام حسین (جہاد کانفرنس۔ لیاقت آباد)
۶. صدام حسین سے رشتہ ہے غلامئ رسول ﷺ کا (حیدرآباد)
۷. فہد بن عبدالعزیز کا مجرمانہ کردار (حیدرآباد)
۸. خلیج میں معرکۂ صلیب وہلال (کھارادر کراچی)

اس کے علاوہ مزید ایمان افروز خطاب کے کیسٹ بھی دستیاب ہیں

کیسٹ ملنے کا پتہ، ۱. دفتر ورلڈ اسلامک مشن، کمرہ 502، پانچویں منزل، یونی شاپنگ سینٹر
صدر، کراچی۔ فون: 526400

۲. رضا لائبریری، بالمقابل فریسکو سویٹ، برنس روڈ کراچی۔ فون: 213756

AHWAL Weekly Regd. NO M-470 FEBRUARY 07 TO 13 1991.